جنوری ، فروری ، مارچ 2024ء
بیلجیئم

انصاراللہ

مجلس انصاراللہ بیلجیئم کا تربیتی وعلمی سہ ماہی مجلّہ

بڑی شدید بارش ہے

’’ کینیڈا کے دورہ کے دوران جب کیلگری مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جانا تھا تو ایک روز قبل امیر صاحب کینیڈا نے حضورِ انور کی خدمت میں عرض کیا کہ موسمی پیشگوئی کے مطابق کل یہاں کا موسم شدید خراب ہے ۔بڑی شدید بارش ہے اور طوفانی ہوائیں ہیں اور کل صبح مسجد کا سنگِ بنیاد ہے ۔مہمان آرہے ہیں ۔امیر صاحب نے دعا کی درخواست کی ہے ۔اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر توقف فرمایا اور پھر فرمایا۔۔۔۔۔

31

میں چندہ نہیں بھیج سکا

’’ ایک دن حضرت مسیح موعودؑ نے عجیب محبت کے رنگ میں ان کا ذکر کیا۔فرمایا سیٹھ عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا صاحب کا اخلاص کتنا بڑھا ہوا تھا۔پانچ سو روپے کی رقم تھی جو انہوں نے اس موقع پر بھیجی تھی۔(کوئی رقم آئی تھی اس کو دیکھ کر ذکر ہوا تھا) کسی دوست نے ان کی مشکلات کو دیکھ کر دو تین ہزار روپیہ انہیں دیا کہ کوئی تجارتی کام شروع کردیں یا برتنوں کی دکان کھولیں ۔اس میں سے پانچ سو روپیہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھجوا دیا اور لکھا کہ مدت سے میں چندہ نہیں بھیج سکا ۔اب میری غیرت نے برداشت نہ کیا کہ جب خدا تعالیٰ نے مجھے ایک رقم بھجوائی ہے تو میں ۔۔۔۔۔۔ ‘‘

20

19

36

44

38

18

www.ansarullah.be | ishaat@ansarullah.be | +32 484943446

اداریہ

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

”اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ خدا وہ خدا ہے جس نے ایسے وقت میں رسول بھیجا کہ لوگ علم اور حکمت سے بے بہرہ ہو چکے تھے اور علوم حکمیہ دینیہ جن سے تکمیل نفس ہو اور نفوس انسان تعلیمی اور عملی کمال کو پہنچیں بالکل کم ہو گئی تھی اور لوگ گمراہی میں مبتلا تھے۔ یعنی خدا اور اس کی صراط مستقیم سے بہت دور جا پڑے تھے۔ تب ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے اپنا رسول بھیجا اور اس رسول نے اُن کے نفسوں کو پاک کیا اور علم الکتاب اور حکومت سے اُن کو ملو کیا یعنی نشانوں اور منجزات سے مرتبہ یامین کامل تک پہنچایا اور خدا شناسی کے ٹور سے اُن کے دلوں کو روشن کیا اور پھر فرمایا کہ ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا وہ بھی اول تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دُور ہوں گے تب خدا ان کو بھی صحابہ کے رنگ میں لائے گا یعنی جو کچھ صحابہ نے دیکھا وہ اُن کو بھی دکھایا جائے گا یہاں تک کہ اُن کا صدق اور یقین بھی صحابہ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائے گا اور حدیث صحیح میں ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کے وقت سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا لو تکان الاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِنْ فارش یعنی اگر ایمان ثریا پر یعنی آسمان پر بھی اٹھ گیا ہو گا تب بھی ایک آدمی فارسی الاصل اُس کو واپس لائے گا۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ ایک شخص آخری زمانہ میں فارسی الاصل پیدا ہو گا اس زمانہ میں جس کی نسبت لکھا گیا ہے کہ قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا یہی وہ زمانہ ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ اور یہ فارسی الاصل وہی ہے جس کا نام مسیح موعود ہے کیونکہ صلیبی حملہ جس کے توڑنے کے لئے مسیح موعود کو آنا چاہیئے وہ حملہ ایمان پر ہی ہے اور یہ تمام آثار صلیبی حملہ کے زمانہ کے لئے بیان کئے گئے ہیں اور لکھا ہے کہ اس حملہ کا لوگوں کے ایمان پر بہت برا اثر ہوگا۔ وہی حملہ ہے جس کو دوسرے لفظوں میں دجالی حملہ کہتے ہیں۔ آثار میں ہے کہ اُس دجال کے حملہ کے وقت بہت سے نادان خدائے واحد لاشریک کو چھوڑ دیں گے اور بہت سے لوگوں کی ایمانی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی اور مسیح موعود کا بڑا بھاری کام تجدید ایمان ہو گا کیونکہ حملہ ایمان پر ہے اور حدیث لو کان الایمان سے جو شخص فارسی الاصل کی نسبت ہے یہ ثابت ہے کہ وہ فارسی اصل ایمان کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے آئے گا۔ پس جس حالت میں مسیح موعود اور فارسی الاصل کا زمانہ بھی ایک ہی ہے اور کام بھی ایک ہی ہے یعنی ایمان کو دوبارہ قائم کرنا اس لئے یقینی طور پر ثابت ہوا کہ مسیح موعود ہی فارسی الاصل ہے اور اس کی جماعت کے حق میں یہ آیت ہے وآخرین مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ کمال ضلالت کے بعد ہدایت اور حکمت پانے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور برکات کو مشاہدہ کرنے والے صرف دو ہی گروہ ہیں اول صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آمحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے سخت تاریکی میں مبتلا تھے اور پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے زمانہ نبوی پایا اور تجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پیشگوئیوں کا مشاہدہ کیا اور یقین نے ان میں ایک ایسی تبدیلی پیدا کی کہ گویا صرف ایک زوج رہ گئے۔

دوسرا گروہ جو ہو جب آیت موصوفہ بالا صحابہ کی مانند ہیں مسیح موعود کا گروہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ بھی صحابہ کی مانند محضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجزات کو دیکھنے والا ہے اور تاریکی اور ضلالت کے بعد ہدایت پانے والا۔ اور آیت آخرینَ مِنْهُمْ میں جو اس گروہ کو مِنْهُمْ کی دولت سے یعنی صحابہ سے مشابہ ہونے کی نعمت سے حصہ دیا گیا ہے۔ سیاسی بات کی طرف اشارہ ہے یعنی جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھے اور پیشگوئیاں مشاہدہ کہیں ایسا ہی وہ بھی مشاہدہ کریں گے اور درمیانی زمانہ کو اس نعمت سے کامل طور پر حصہ نہیں ہو گا۔

چنانچہ آج کل ایسا ہی ہوا کہ تیر دو برس بعد پھر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دروازہ کھل گیا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ خسوف کسوف رمضان میں موافق حدیث دارقطنی اور فتاوی ابن حجر کے

ظہور میں آگیا یعنی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان میں ہوا۔ اور جیسا کہ مضمون حدیث تھا۔ اسی طرح پر چاند گرہن اپنے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج گرہن اپنے گرہن کے دنوں میں سے آج کے دن میں وقوع میں آیا۔ ایسے وقت میں کہ جب مہدی ہونے کا مدعی موجود تھا اور یہ صورت جب سے کہ زمین اور آسمان پیدا ہوا کبھی وقوع میں نہیں آئی کیونکہ اب تک کوئی شخص نظیر اس کی صفحۂ تاریخ میں ثابت نہیں کر سکا۔

سو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا جو لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ پھر ذوالسنین ستارہ بھی جس کا نکلنا مہدی اور مسیح موجود کے وقت میں بیان کیا گیا تھا۔ ہزاروں انسانوں نے نکلتا ہوا دیکھ لیا۔ ایسا ہی جاوا کی آگ بھی لاکھوں انسانوں نے مشاہدہ کی ایسا ہی طاعون کا پھیلنا اور حج سے روکے جانا بھی سب نے بچشم خود ملاحظہ کر لیا۔ ملک میں ریل کا طیار ہونا اونٹوں کا بے کار ہونا یہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تھے جو اس زمانہ میں اسی طرح دیکھے گئے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے معجزات کو دیکھا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ جل شانہ نے اس آخری گروہ کو مِنْھُمْ کے لفظ سے پکارا تا یہ اشارہ کرے کہ معائنہ معجزات میں وہ بھی صحابہ کے رنگ میں ہی ہیں۔

سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاج نبوت کا اور کس نے پایا۔ اس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دل آزاری اور بد زبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اُٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مردوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے حاصل کی۔

بہتیرے اُن میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔ بہتیرے اُن میں ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ بہتیرے اُن میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔ اُن میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچی تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔

وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن اُن کے دلوں کو پاک کر رہا ہے اور ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے۔ اور آسمانی نشانوں سے اُن کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کو کھینچتا تھا۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں۔ اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں

بیان فرمودہ جمعہ خطبہ یکم دسمبر 2017ء میں حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے“۔ فرماتے ہیں کہ ”میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کو مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپ ایسے خلیق تھے۔ باوجودیکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپ کو کھڑا کرتی تو آپ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سودے خود خرید لایا کرتے تھے۔ ایک بار آپ نے کچھ خریدا تھا۔ ایک صحابی نے عرض کی کہ حضور مجھے دے دیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جس کی چیز ہو اس کو ہی اٹھانی چاہئے“۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”اس سے یہ نہیں نکالنا چاہئے کہ آپ لکڑیوں کا گٹھا بھی اٹھا کر لایا کرتے تھے“۔ فرماتے ہیں کہ ”غرض ان واقعات سے یہ ہے کہ آپ کی سادگی اور اعلیٰ درجے کی بے تکلّفی کا پتا لگتا ہے“۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 45-44۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
5	ارشادِ باری تعالیٰ	1
6	قال الرسول اللہ ﷺ	2
7	کلام امام الزماں علیہ السلام	3
8	اسوۂ کامل :۔ خوفِ الٰہی اور اسوۂ رسول ﷺ	4
10	سیرت المہدی ۔ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کی پاک سیرت سے انتخاب	5
11	سورۃ الفاتحہ کی تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ از چوہدری محمد مظہر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ	6
13	حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد از توصیف احمد صاحب مربی سلسلہ احمدیہ	7
14	تذکرۂ خلفائے راشدین از شہریار اکبر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ	8
16	سیرت صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ از شہریار اکبر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ	9
18	تذکرۂ خلفائے احمدیت از شہریار اکبر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ	10
20	سیرت صحابہ کرام حضرت مسیح موعودؑ از شہریار اکبر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ	11
22	شرائطِ بیعت اور ایک احمدی کی ذمہ داریاں از حافظ جہانزیب قریشی صاحب	12
24	حکایت بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام	13
25	مالی قربانی (ارشادات از خلفائے احمدیت) از محمد عثمان قمر صاحب	14
	انصاراللہ ڈائجسٹ	
28	حضرت اویس قرنیؓ کے حالاتِ زندگی از رحیق المختوم صاحب	15
30	فقہ المسیح از ارشاداتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام	16
31	حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ یادگار چند حسین یادیں از طارق محمود ناصر صاحب	17
34	"سایۂ خلافت" از حفیظ احمد وسیم صاحب ۔۔ "عشق حقیقی" از کاشف ریحان خالد صاحب	18
36	شیراز۔ ایران کا مشہور تاریخی شہر از اے امجد صاحب	19
38	لیپ کا سال اور اس کی تاریخ از فرید یوسف صاحب	20
39	بسیار خوری از عاطف وقاص صاحب	21
41	چارپائی (رشید احمد صدیقی) سے انتخاب از رفیق احمد ہاشمی صاحب	22
42	مساعی مجلس انصاراللہ:۔ مقابلہ حُسن قرأت، فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ، سرائے ناصر وقارِ عمل	23

مجلسِ ادارت

نگرانِ اعلیٰ:۔ وسیم احمد شیخ صاحب (صدر انصاراللہ بیلجیئم)، توصیف احمد صاحب (مربی سلسلہ احمدیہ)

مدیر:۔ کاشف ریحان خالد (قائد اشاعت مجلس انصاراللہ بیلجیئم)

ڈیزائن و ترتیب:۔ ناصر شبیر صاحب (سیکرٹری اشاعت انٹورپن)

ویب سائیٹ:۔ حافظ جہانزیب قریشی صاحب (قائد تعلیم القرآن بیلجیئم)

معاونین:۔ رفیق احمد ہاشمی صاحب (سیکرٹری رشتہ ناطہ بیلجیئم)، فرید یوسف (انچارج مسجد فنڈ کمیٹی بیلجیئم)

ربِّ کائنات، خدائے واحدہ لاشریک

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۵﴾

ترجمہ: اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدّوس ہے۔ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

(سورۃ الجمعہ:5-1)

خاتم المرسلین، فخرُالانبیاء، خاتم النبیین

حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بارے میں

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، رضی اللہ عَنْہُ قَالَ کُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صلّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَأُنْزِلَتْ عَلَیْہِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ وَآخَرِینَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ یَا رَسُولَ اللّٰہِ فَلَمْ یُرَاجِعْهُ حَتَّی سَأَلَ ثَلَاثًا، وَفِینَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَدَهُ عَلَی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ کَانَ الإِیمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ۔ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلَاءِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ پر سورۃ الجمعہ نازل ہوئی۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب وَآخَرِینَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ والی آیات نازل ہوئیں تو میں نے سوال کیا کہ یارسول اللہؐ وہ کون لوگ ہونگے جن میں آپ دوبارہ تشریف لائیں گے؟ یہاں تک کہ تین دفعہ سوال دہرایا گیا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ

”اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا جائے گا تو اہل فارس میں سے بہت سے اشخاص یا فرمایا ایک شخص ایمان کو دوبارہ دنیا میں قائم کرے گا۔“

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرماتے ہیں کہ

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

ترجمہ: وہ خدا ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ ان پر وہ اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے۔

(براہین احمدیہ چہار حصص، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۶۳)

وہ خدا وہ کریم و رحیم ہے جس نے امیوں میں انہیں میں سے ایک ایسا کامل رسول بھیجا ہے کہ جو باوجود امی ہونے کے خدا کی آیات ان پر پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس نبی کے ظہور سے پہلے صریح گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے اور ان کے گروہ میں سے اور ملکوں کے لوگ بھی ہیں جن کا اسلام میں داخل ہونا ابتدا سے قرار پا چکا ہے اور ابھی وہ مسلمانوں سے نہیں ملے۔ اور خدا غالب اور حکیم ہے جس کا فعل حکمت سے خالی نہیں۔ یعنی جب وہ وقت آ پہنچے گا کہ جو خدا نے اپنی حکمت کاملہ کے لحاظ سے دوسرے ملکوں کے مسلمان ہونے کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ تب وہ لوگ دین اسلام میں داخل ہوں گے۔

(براہین احمدیہ چہار حصص، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۶۲ حاشیہ نمبر ۱۱)

اسوۂ کامل ﷺ

۔۔۔۔حلال اور حرام واضح ہیں اور ان کے درمیان شبہ والی چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ جانتے نہیں، جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچتا ہے اس نے اپنا دین اور عزت بچالی، جو ان شبہات میں پڑ گیا وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو ایک رکھ (محفوظ چراگاہ) کے اردگرد بکریاں چراتا ہے۔ اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس کی بکریاں اس چراگاہ کے اندر چلی جائیں گی۔ سنو ہر بادشاہ کی ایک رکھ (محفوظ جگہ) ہوتی ہے اور اللہ کی رکھ اس کی زمین میں اُس کی نفع کردہ چیزیں ہیں۔ پھر سنو! جسم میں ایک ایسا عضو ہے۔۔۔۔۔۔۔

خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور پکڑ کا خوف

آنحضور ﷺ ہمیشہ اس فکر میں رہتے تھے کہ کہیں آپ کا رحیم و کریم خدا آپ سے ناراض نہ ہو جائے۔ ایک دفعہ حضور بیمار ہوگئے اور دو یا تین راتیں نماز تہجد کیلئے نہ اٹھ سکے۔ حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے خیال میں آپ کے ساتھی (یعنی جبرائیل) کے نزول میں کچھ دیر ہوگئی ہے۔ حضور کو بھی طبعاً فکر ہوئی ہوگی۔ چنانچہ سورۃ الضحیٰ نازل ہوئی جس میں حضور کو تسلی دیتے ہوئے یہ ارشاد ہے مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَاقَلٰی کہ تیرے رب نے تجھے چھوڑا نہیں اور نہ وہ تجھ سے ناراض ہوا۔ (بخاری)

بادل، آندھی کے عذاب کا خوف

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم جب بادل یا آندھی کے آثار دیکھتے تو آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! لوگ تو بادل دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ بارش ہوگی۔ مگر میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا دل دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ! کیا پتہ کسی آندھی میں ایسا عذاب پوشیدہ ہو جس سے ایک گزشتہ قوم ہلاک ہوگئی تھی اور ایک قوم (عاد) ایسی گزری ہے جس نے عذاب دیکھ کر کہا تھا کہ یہ تو بادل ہے۔ برس کر چھٹ جائے گا مگر وہی بادل ان پر دردناک عذاب بن کر برسا (بخاری)

قوموں کی تباہی اور تفکر کے آثار

قرآن شریف کی جن سورتوں میں عذاب الٰہی کے نتیجہ میں بعض گزشتہ قوموں کی تباہی کا ذکر ہے۔ اُن کے مضامین کا حضور کی طبیعت پر بہت گہرا اثر تھا ۔ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے بالوں میں کچھ سفیدی سی جھلکنے لگی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں سورۃ ہود، سورۃ الواقعہ، سورۃ المرسلات، سورۃ النبا اور سورۃ التکویر وغیرہ نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ (ترمذی)

گناہوں کا خوف اور عنایتِ الٰہی

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ ایک نوجوان کے پاس تشریف لائے جو جان کنی کے عالم میں تھا۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا خدا کی قسم اے اللہ کے رسول کا میں اللہ سے ایک امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا بھی ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا یہ دونوں باتیں بینی خوف درجا، جس مومن بندے کے دل میں آخری وقت میں اس طرح اکٹھی پائی جائیں اللہ تعالیٰ اسے اس کی امید کے مطابق ضرور عطا کرے گا اور اس کے خوف سے اس کو امن عطا فرمائے گا۔ (ترمذی)

احکام الٰہی کی بجاآوری

نبی کریم ﷺ کے تقوی کا ایک اظہار اللہ کے احکام کی بجا آوری سے خوب ہوتا تھا جو رسول کریم ایسی مستعدی سے کرتے تھے اسکی مثال نہیں ملتی۔ چنانچہ اب سورۃ النصر میں افواج کے اسلام میں داخلے پر استقبال کی خاطر اللہ کی حمد اور استغفار کا حکم ہوا تو حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس کے بعد رسول اللہ کی کوئی نماز خالی نہ جاتی تھی جس میں آپ کے کلمات در پڑھتے ہوں سبحانک اللّٰھم رَبَّنَاوَبِحَمْدِکَ اللّٰھُمَّ اغفرلی، اسے اللہ پاک ہے اے ہمارے رب اپنی حمد کے ساتھ۔ اے اللہ مجھے بخش دے۔ (بخاری)

مشتبہ چیزوں سے بچنے کی تلقین

رسول کریم ﷺ احکام نہی کی پیروی میں تقوی کی انتہائی باریک راہوں کا خیال رکھتے تھے۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم سے سنا، حلال اور حرام واضح ہیں اور ان کے درمیان شبہ والی چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ جانتے نہیں، جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچتا ہے اس نے اپنا دین اور عزت بچالی، جو ان شبہات میں پڑ گیا وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو ایک رکھ (محفوظ چراگاہ) کے اردگر

دبکریاں چراتا ہے۔ اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس کی بکریاں اس چراگاہ کے اندر چلی جائیں گی۔ سنو ہر بادشاہ کی ایک رکھا (محفوظ جگہ) ہوتی ہے اور اللہ کی رکھ اس کی زمین میں اُس کی نفع کردہ چیزیں ہیں۔ پھر سنو! جسم میں ایک ایسا عضو ہے کہ اگر وہ درست ہو تو سب جسم درست رہتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جائے گا۔ اور یاد رکھو یہ دل ہے۔ (بخاری)

شبہات کے ازالہ کا حکم

نبی کریم کے تقویٰ کی باریک راہوں کے اختیار کرنے اور شبہات سے بچنے کی چند مثالیں قابل ذکر ہیں۔

حضرت عقبہ بن حارث سے روایت ہے کہ اُنہوں نے ابو احساب کی بیٹی سے شادی کی۔ ایک عورت نے آکر کہہ دیا کہ اس نے انہیں اور ان کی بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ عقبہ نے کہا مجھے تو تم نے دودھ نہیں پلایا اور نہ ہی بتایا ہے۔ عقبہ حضور کے پاس مکہ سے مدینہ یہ مسئلہ پوچھنے آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب جب ایک دفعہ یہ بات کہی جاچکی ہے اور شک پڑ چکا ہے۔ پھر کیسے تم میاں بیوی رہ سکتے ہو؟ پھر حضور نے ان کو بذریعہ طلاق جدا کروادیا۔ عقبہ نے اور شادی کرلی۔ (بخاری)

احرام کی پابندی اور گدھے کا شکار

حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر حدیبیہ کے لئے نکلا آپ اور دیگر صحابہ تو احرام میں تھے مگر میں نے احرام نہیں باندھا تھا۔ دوران سفر میں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا اور حملہ کر کے اُسے شکار کر لیا اور حضور کے پاس آکر عرض کیا کہ حضور میں احرام سے نہیں تھا اس لئے آپ کی خاطر یہ شکار کر لیا۔ چونکہ حرم کا خود شکار کرنا یا اس کی خاطر کسی کا شکار مارنا بھی جائز نہیں۔ حضور نے میرے اس فقرہ کی وجہ سے کہ "میں نے آپ کی خاطر یہ انکار کیا ہے اس میں سے کچھ بھی کھانا پسند نہ کیا البتہ اپنے صحابہ کو اس گوشت سے کھانے کی اجازت دے دی۔" (ابن ماجہ)

فرشتے اور انسان ایک دوسرے کی جگہ آباد نہیں ہو سکتے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو مرتبہ یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ فرشتوں اور انسانوں کا الگ الگ مستقر ہے اور وہ ایک دوسرے کی جگہ پر آباد نہیں ہو سکتے۔ سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اگر انسانوں کے پاس کوئی فرشتہ بطور رسول آتا تو وہ بھی انسان کا ہی وجود اختیار کر کے آتا۔

وَلَوۡ جَعَلۡنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلۡنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسۡنَا عَلَيۡهِمۡ مَّا يَلۡبِسُوۡنَ۔ (6-10)

اور اگر ہم اُس (رسول) کو فرشتہ بناتے تو ہم اسے پھر بھی انسان (کی صورت میں) بناتے اور ہم ان پر وہ (معاملہ) مشتبہ رکھتے جسے وہ (اب) مشتبہ سمجھ رہے ہیں۔

اسی طرح سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا کہ اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے تو ان پر رسول بھی فرشتہ ہی آتا۔ چونکہ زمین پر انسان بستے ہیں اور ان میں مبعوث ہونے والے رسول کو ان کے درمیان ہی بسنا ہے لہٰذا ان میں فرشتہ بطور رسول مبعوث نہیں ہو سکتا کیوں کہ فرشتے زمین پر آباد نہیں ہو سکتے۔

قُلۡ لَّوۡ كَانَ فِى الۡاَرۡضِ مَلٰٓـئِكَةٌ يَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَئِنِّيۡنَ لَنَزَّلۡنَا عَلَيۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوۡلًا۔ [17:96]

تُو کہہ دے کہ اگر زمین میں اطمینان سے چلنے پھرنے والے فرشتے ہوتے تو یقیناً ہم ان پر آسمان سے فرشتہ ہی بطور رسول اُتارتے۔

قرآن کریم کی اس دلیل اور اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ اس سُنّت کی روشنی میں سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ زبردست استدلال فرمایا ہے کہ جس طرح یہ سنّت اللہ کے خلاف ہے کہ فرشتے زمین میں آباد ہوں، اُسی طرح اس کا دوسرا پہلو بھی سنّت اللہ کے خلاف ہے کہ انسان مع جسم عنصری آسمان میں جا کر آباد ہو جائیں۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ یا کوئی بھی دوسرا نبی جسم سمیت آسمان میں جا کر آباد نہیں ہوا۔ حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں:

"انسان کا آسمان پر جا کر مع جسم عنصری آباد ہونا ایسا ہی سنّت اللہ کے خلاف ہے جیسے کہ فرشتے مجسم ہو کر زمین پر آباد ہو جائیں۔ وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا۔" (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائین جلد۔20، صفحہ۔24)...

انصر رضا، واقفِ زندگی، کینیڈا

سیرت المہدیؑ

خلوت نشینی

کبھی وہ وقت تھا کہ وہ شخص جس کے متعلق بعض دفعہ اس کے والد کے گہرے دوست بھی اس کا نام سن کر کہا کرتے تھے کہ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا کوئی اور بیٹا بھی ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے والد کے دوستوں میں سے کئی ایسے تھے جو سالہا سال کی ملاقات کے بعد یہ معلوم نہ کر سکے تھے کہ مرزا غلام قادر صاحب کے سوا ان کا کوئی اور بیٹا بھی ہے کیونکہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ گوشہ تنہائی میں رہتے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے عادی تھے۔

(افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ 1934ء، انوار العلوم جلد 13 صفحہ 308)

خاندان کی نسلیں منقطع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ تیرے سوا اس خاندان کی نسلیں منقطع ہو جائیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب اس خاندان میں سے وہی لوگ باقی ہیں جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور باقی سب کی نسلیں منقطع ہو گئی ہیں۔ جس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ کیا اس وقت خاندان میں ستر کے قریب مرد تھے لیکن اب سوائے ان کے جو حضرت مسیح موعود کی جسمانی یا روحانی اولاد ہیں ان ستر میں سے ایک کی بھی اولاد نہیں ہے۔

(الفضل 7 اکتوبر 1919ء جلد 7 نمبر 28 صفحہ 7-8)

مطالعہ کی عادت

آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض دفعہ آپ کے والد نہایت افسردہ ہو جاتے تھے اور کہتے تھے کہ میرے بعد اس لڑکے کا کس طرح گزارہ ہو گا اور اس بات پر ان کو سخت رنج تھا کہ یہ اپنے بھائی کا دست نگر رہے گا اور کبھی کبھی وہ آپ کے مطالعہ پر چڑ کر آپ کو ملاں بھی کہہ دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ہمارے گھر میں ملاں کہاں سے پیدا ہو گیا ہے لیکن باوجود اس کے خود ان کے دل میں بھی آپ کا رعب تھا۔ اور جب کبھی وہ اپنی دنیاوی ناکامیوں کو یاد کرتے تھے تو دینی باتوں میں آپ کے استغراق کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے اور اس وقت فرماتے تھے کہ اصل کام تو یہی ہے جس میں میرا بیٹا لگا ہوا ہے لیکن چونکہ ان کی ساری عمر دنیا کے کاموں میں گذری تھی اس لئے افسوس کا پہلو غالب رہتا تھا مگر حضرت مرزا صاحب اس بات کی بالکل پرواہ نہ کرتے تھے بلکہ کسی کسی وقت قرآن و حدیث اپنے والد صاحب کو بھی سنانے کے لئے بیٹھ جاتے تھے۔ اور یہ ایک عجیب نظارہ تھا کہ باپ اور بیٹا دو مختلف کاموں میں لگے ہوتے تھے اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو شکار کرنا چاہتا تھا۔ باپ چاہتا تھا کہ کسی طرح بیٹے کو اپنے خیالات کا شکار کرے اور دنیاوی عزت کے حصول میں لگا دے اور بیٹا چاہتا تھا کہ اپنے باپ کو دنیا کے خطرناک پھندہ سے آزاد کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت کی لو لگا دے۔ غرض یہ عجیب دن تھے جن کا نظارہ کھینچنا قلم کا کام نہیں۔"

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو جلد 15 نمبر 9 ستمبر 1916ء صفحہ 333)

تفسیر سورۃ الفاتحہ

بیان فرمودہ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ

چوہدری محمد مظہر
مربی سلسلہ ۔ بیلجیئم

سورۃ فاتحہ میں گلاب ایسی وجوہ بے نظیری

اب ہم ان عمات الٰہیہ میں سے ایک لطیف مصنوع کو مثلاً گلاب کے پھول کو بطور مثال قرار دے کر اس کے وہ عجائبات ظاہری و باطنی لکھتے ہیں جن کی رو سے وہ ایسی اعلیٰ حالت پر تسلیم کیا گیا ہے کہ اس کی نظیر بنانے سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں اور پھر اس بات کو ثابت کر کے دکھلائیں گے کہ ان سب عجائبات سے سورۃ فاتحہ کے عجائبات اور کمالات ہم وزن ہیں۔ بلکہ ان عجائبات کا پلہ بھاری ہے اور اس مثال کے اختیار کرنے کا موجب یہ ہوا کہ ایک مرتبہ اس عاجز نے اپنی نظر کشفی میں سورۃ فاتحہ کو دیکھا کہ ایک ورق پر لکھی ہوئی اس عاجز کے ہاتھ میں ہے اور ایک ایسی خوبصورت اور دلکش شکل میں ہے کہ گویا وہ کاغذ جس پر سورۃ فاتحہ لکھی ہوئی ہے سرخ سرخ اور ملائم گلاب کے پھولوں سے اس قدر لدا ہوا ہے کہ جسکی کچھ انتہا نہیں اور جب یہ عاجز اس سورۃ کی کوئی آیت پڑھتا ہے تو اس میں سے بہت سے گلاب کے پھول ایک خوش آواز کے ساتھ پرواز کر کے اوپر کی طرف اُڑتے ہیں اور وہ پھول نہایت لطیف اور بڑے بڑے اور سندر اور تر و تازہ اور خوشبودار ہیں جن کے اوپر چڑھنے کے وقت دل و دماغ نہایت معطر ہو جاتا ہے اور ایک ایسا عالم مستی کا پیدا کرتے ہیں کہ جو اپنی بے مثل لذتوں کی کشش سے دنیا و مافیہا سے نہایت درجہ کی نفرت دلاتے ہیں۔ اس مکاشفہ سے معلوم ہوا کہ گلاب کے پھول کو سورۃ فاتحہ کے ساتھ ایک روحانی مناسبت ہے۔ سو ایسی مناسبت کے لحاظ سے اس مثال کو اختیار کیا گیا اور مناسب معلوم ہوا کہ اول بطور مثال کے عجائبات کو کہ جو اس کے ظاہر و باطن میں پائے جاتے ہیں لکھا جائے اور پھر بمقابلہ اس کے عجائبات کے سورۃ فاتحہ کے عجائبات ظاہری و باطنی قلمبند ہوں تا ناظرین با انصاف کو معلوم ہو کہ جو خوبیاں گلاب کے پھول میں ظاہراً و باطناً پائی جاتی ہیں جن کے رو سے اس کی نظیر بنانا عادتاً محال سمجھا گیا ہے۔ اسی طور پر اور اس سے بہتر خوبیاں سورۃ فاتحہ میں موجود ہیں اور تا اس مثال کے لکھنے سے اشارہ کشفی پر بھی عمل ہو جائے۔

الفاظ	اعراب	معانی
مصنوعات	مَصْنُوعَات	بنائی ہوئی چیزیں، تیار کردہ اشیاء، بناوٹیں، تصنعات، بناوٹی چیزیں
الٰہیہ	الٰهِيَة	خدائی
عجائبات	عَجَائِبَات	عجیب و غریب چیزیں، نوادر، کرشمے، کرتب، عجیب و غریب بات
باطنی /باطن	بَاطِنِی/بَاطِن	پوشیدہ، چھپا ہوا، دبا ہوا، اندرونی، جو ظاہری نہ ہو۔
رو	رُو	سبب، وجہ، باعث، بنیاد، دلیل ضابطہ
تسلیم	تَسْلِیْم	ماننا، قبول کرنا، اعتراف کرنا، منظور کرنا، تابع داری
نظیر	نَظِیْر	مثل، مانند، طرح، جیسا
عاجز	عَاجِز	کمزور، مجبور، لاچار، بے بس، قاصر، خاکسار
کمالات	کَمَالَات	اہلیت، جوہر، خاص یا وصف
موجب	مُوْجِب	باعث، سبب، وجہ
کشفی	کَشْفِی	سیر و سلوک میں سالک پر غیب کے اسرار ظاہر ہونا نیز سالک کا یہ حال یا مرتبہ، الہام کے ذریعے پوشیدہ چیزوں کا جاننا
دلکش	دِلْکَش	دل لبھانے والا، پسندیدہ، مرغوب الطبع، خوشنما، خوبصورت
لدا	لَدَا	پھلوں یا پھولوں سے بھرا ہونا، بہت سا پھل پھول آنا، بکثرت پیدا ہونا
نہایت	نِہَایَت	بے انتہا، بے حد، بہت زیادہ، بکثرت
لطیف	لَطِیْف	خوبصورت، خدائے تعالیٰ کا ایک صفاتی نام، صاف و شفاف، پاکیزہ
سندر	سُنْدَر	خوبصورت، حسین، خوشنما
معطّر	مُعَطَّر	خوشبودار، خوشبو میں بسا ہوا، عطر میں بسا ہوا، مہکتا ہوا
عالم	عَالَم	دنیا، جہان، کائنات، زمانہ، کیفیت، حالت، حال، صورت، درجہ، فوری تاثر دل پر کسی کیفیت کے چھا جانے کی حالت
مستی	مَسْت	نشے میں چور، متوالا، مدھ ماتا، مخمور، اپنے کام میں محو، مستغرق
بے مثل	بے مِثْل	جس کی مثال نہ ہو، لاجواب، لاثانی
دنیا و مافیھا	دُنْیَا و مَافِیْهَا	دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، دنیا اور اس کی تمام چیزیں
مکاشفہ	مُکَاشَفَه	انکشاف راز، تجربے یا اور کسی حساب کے ذریعے کی پوشیدہ بات کا علم، (اصطلاحاً) ولی اللہ کو غیبی اور آئندہ کی خبروں کا علم، خدا سے وجدانی تعلق کے ذریعے حاصل کردہ علم، کشف و کرامات
قلمبند	قَلَمْبَنْد	لکھا ہوا، مرقوم، تحریر شدہ
باانصاف	بَاإِنْصَاف	غیر جانبداری سے فیصلہ، حقیقت پسندی، عدل و داد
محال	مُحَال	جس کا ہونا ممکن نہ ہو، ممکن، عید از قیاس
بے نظیر	بے نَظِیْر	بے مثال، بے بدل
مسلّم	مُسَلَّم	تسلیم شدہ، مانا ہوا
مقبول	مَقْبُوْل	قبول کیا ہوا
نزاع	نَزَاع	غشی، آخری وقت، جان نکلنے کا وقت
وجوہ	وُجُوْه	اسباب

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد

توصیف احمد
مربی سلسلہ۔ بیلجیئم

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

مسیحا کا منتظر منتشر سماج

جس وقت عالم انسانیت کفر کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ڈوب چکی تھی۔ انسانوں کے لیے سانس لینا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔ والد اپنی بیٹی کی پیدائش کو اپنے لیے باعث ذلت سمجھتا تھا۔ ذرہ ذرہ سی باتوں پر جنگ چھڑ جایا کرتی تھی۔ معاشرہ بے راہ روی کا شکار تھا آہوں اور سسکیوں میں دم لیتی انسانیت بھی کسی مسیحا کی منتظر تھی۔ ایسے نازک اور سلگتے ماحول میں اللہ تعالیٰ نے سرور کونین فخر دو عالم ﷺ کو نبی رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور یہ پیغام اور خوشخبری دے دی کہ اے محمد! ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

ہندوستان میں دینی اقدار کا تنزّل

کچھ ایسی ہی حالت حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے قبل تھی، 19ویں صدی کے آخر میں سارا ملک ہندوستان عسائیت کی بھرپور یلغار کی زد میں تھا، اور ہر طرف عیسائیت کی تبلیغی سرگرمیوں کا زور تھا۔

یہ ایسا خطرناک دور تھا جس میں دینی اقدار پامال کی جا رہی تھیں، نئی نسل بے دینی کے سیلاب میں بہے جا رہی تھی اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا سچا دین چند خود ساختہ رسموں کا مجموعہ بنتا جا رہا ہو۔

توحید کا دائمی پودا

ایسے دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا، آپ فرماتے ہیں۔

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اسکی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے اس کو دور کر کہ محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے، جو اب نابود ہو چکی ہے اسکا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگادوں۔“

(لیکچر لاہور جلد20 صفحہ180)

گناہ سے بچنے کے لیے بہترین رہنمائی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”انبیاء علیہم السلام کے دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی میں جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں۔ حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے۔ پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک ہے جو سب نبیوں کی تھی۔ یعنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف راہبری کرتا ہوں۔“

(ملفوظات جلد3 صفحہ11)

تائید الٰہی سے روحانیت کا دوبارہ جنم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔ اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں۔ اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے اُن کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔“

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ180)

نیک فطرت لوگوں کا توحید کی طرف رجوع

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔“

(الوصیۃ۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ306، 307)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعودؑ کے بعثت کے مقصد کو سمجھنے اور اسے پائے تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سیرت خلفائے راشدین ﷺ

شہر یار اکبر
مربی سلسلہ ۔ بیلجیئم

ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے

ہجرت مدینہ کے وقت غار ثور میں قیام کے متعلق حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھا۔ میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو تعاقب کرنے والوں کے پاؤں دکھائی دیے۔ اس پر مَیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی نظر نیچے کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! ہم دو ہیں اور ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے۔

(بخاری کتاب مناقب الانصار باب ھجرۃ النبیؐ واصحابہ الی المدینۃ)

یہ شخص شاعر نہیں ہو سکتا

اسلام میں خلافت کا آغاز تو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ہوا مگر باقاعدہ حکومتی نظام کی داغ بیل آپ کے بعد حضرت عمرؓ سے پڑی جنہوں نے دس سال کے اندر اندر مسلمانوں کو وہ بے پناہ طاقت عطا کی، جس پر آج بھی مخالفین انگشت بدنداں ہیں۔ جس نے اس زمانہ کی عالمگیر ایرانی اور رومی سلطنتوں کو ریزہ ریزہ کر دیا اور توحید کی صدا ہر جانب پھیلا دی۔

اس عظیم الشان خلیفہ کی شخصیت کی متعدّد جہات ہیں مگر اس کے کارنامے قلم بند کرتے ہوئے مؤرخین کا قلم زیادہ تر جغرافیائی فتوحات پر اٹک جاتا ہے۔ اور اس کی نظر سے بطور خلیفہ راشد اور عظیم روحانی مصلح وہ کارنامے اوجھل ہو جاتے ہیں جو اسلام کی جان اور ایک مسلمان کی روح ہیں۔ یعنی تعلق باللہ، محبت قرآن، اور محبت رسول وغیرہ۔ اور پھر ان صفات کو مسلمانوں کا جزو بنانے کے لیے عملی انتظامات جو خلافت راشدہ کا اصل مقصود ہیں۔ اس مضمون میں صرف ایک پہلو یعنی حضرت عمرؓ کی محبت اور خدمت قرآن

پر گفتگو کرنا مقصود ہے۔

حضرت عمر تو خود کشتہ قرآن تھے جیسا کہ ان کے قبول اسلام میں ذکر آتا ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ قبول اسلام سے پہلے میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا تو آپ بیت اللہ میں سورۃ الحاقہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ میں اس کلام کے حسن اور خوبی پر بہت متعجّب ہوا اور دل میں کہا کہ یہ شخص شاعر نہیں ہو سکتا۔ اس وقت سے اسلام میرے دل میں گھر کر گیا۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد کتاب المناقب مناقب عمر باب فی اسلامہ جلد 9 صفحہ 62 حدیث نمبر 14407)

درخت کا عہد نامہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ بعض ارد گرد کے لوگوں نے مکہ والوں سے اصرار کیا کہ یہ لوگ صرف طواف کے لیے آئے ہیں آپ ان کو کیوں روکتے ہیں؟ مگر مکہ کے لوگ اپنی ضد پر قائم رہے۔ اس پر بیرونی قبائل کے لوگوں نے مکہ والوں سے کہا کہ آپ لوگوں کا یہ طریق بتاتا ہے کہ آپ کو شرارت مدّ نظر ہے، صلح مدّ نظر نہیں۔ اس لیے ہم لوگ آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ یہ ایک نئی

بات ہے جو حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمائی ہے کہ ارد گرد کے قبائل کا بھی پریشر (pressure) تھا۔ اس پر مکہ کے لوگ ڈر گئے اور انہوں نے اس بات پر آمادگی ظاہر کی کہ مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتے کی کوشش کریں گے۔ جب اس امر کی اطلاع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو جو بعد میں آپؐ کے تیسرے خلیفہ ہوئے، مکّہ والوں سے بات چیت کرنے کے لیے بھیجا۔ جب حضرت عثمانؓ مکہ پہنچے تو چونکہ مکہ میں ان کی بڑی وسیع رشتہ داری تھی۔ ان کے رشتہ دار ان کے گرد اکٹھے ہوگئے اور ان سے کہا کہ آپ طواف کر لیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال آکر طواف کریں مگر حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں اپنے آقا کے بغیر طواف نہیں کر سکتا۔ چونکہ رؤسائے مکہ سے آپ کی گفتگو لمبی ہوگئی تو مکّہ میں بعض لوگوں نے شرارت سے یہ خبر پھیلا دی کہ عثمان کو قتل کر دیا گیا ہے اور یہ خبر پھیلتے پھیلتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا: سفیر کی جان ہر قوم میں محفوظ ہوتی ہے۔ تم نے سنا ہے کہ عثمان کو مکہ والوں نے مار دیا ہے۔ اگر یہ خبر درست نکلی تو ہم بزور مکہ میں داخل ہوں گے۔ یعنی ہمارا پہلا ارادہ صلح کے ساتھ مکہ میں داخل ہونے کا تھا، جن حالات میں وہ کیا گیا تھا وہ حالات چونکہ تبدیل ہو جائیں گے اس لیے ہم اس ارادہ کے پابند نہیں رہیں گے۔ جو لوگ یہ عہد کرنے کے لیے تیار ہوں کہ اگر ہمیں آگے بڑھنا پڑا تو یا ہم فتح کر کے لوٹیں گے یا ایک ایک کر کے میدان میں مارے جائیں گے وہ اس عہد پر میری بیعت کریں۔ آپؐ کا یہ اعلان کرنا تھا کہ پندرہ سو زائر جو آپ کے ساتھ آیا تھا یکدم پندرہ سو سپاہی کی شکل میں بدل گیا اور دیوانہ وار ایک دوسرے پر پھاندتے ہوئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر دوسروں سے پہلے بیعت کرنے کی کوشش کی۔ یہ بیعت تمام اسلامی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے اور درخت کا عہد نامہ کہلاتی ہے کیونکہ جس وقت یہ بیعت لی گئی اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ جب تک اس بیعت میں شامل ہونے والا آخری آدمی بھی دنیا میں زندہ رہا وہ فخر سے اس بات کا ذکر کیا کرتا تھا کیونکہ پندرہ سو آدمیوں میں سے ایک شخص نے بھی یہ عہد کرنے سے دریغ نہ کیا تھا کہ اگر دشمن نے اسلامی سفیر کو مار دیا ہے تو آج دو صورتوں میں سے ایک ضرور پیدا کر کے چھوڑیں گے یا وہ شام سے پہلے پہلے مکہ کو فتح کر کے چھوڑیں گے یا شام سے پہلے پہلے میدان جنگ میں مارے جائیں گے۔ لیکن ابھی بیعت سے مسلمان فارغ ہی ہوئے تھے کہ حضرت عثمانؓ واپس آ گئے اور انہوں نے بتایا کہ مکہ والے اس سال تو عمرے کی اجازت نہیں دے سکتے مگر آئندہ سال اجازت دینے کے لیے تیار ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں معاہدہ کرنے کے لیے انہوں نے اپنے نمائندے مقرر کر دیے۔ حضرت عثمانؓ کے آنے کے تھوڑی دیر کے بعد مکہ کا ایک رئیس سُہَیل نامی معاہدہ کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ معاہدہ لکھا گیا۔

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 308-307)

تین دلیر آدمیوں کے قتل کی سازش

حضرت مصلح موعودؓ حضرت علیؓ کی شہادت کے پس منظر میں بیان فرماتے ہیں کہ "ابھی معاملات پوری طرح سلجھے نہ تھے کہ خوارج کے گروہ نے یہ مشورہ کیا کہ اس فتنہ کو اس طرح دور کرو کہ جس قدر بڑے آدمی ہیں ان کو قتل کر دو۔ چنانچہ ان کے دلیر "یعنی بہادر لوگ جو تھے، بعض جرأت والے لوگ جو تھے" یہ اقرار کر کے نکلے کہ ان میں سے ایک حضرت علیؓ کو، ایک حضرت معاویہؓ کو اور ایک عمرو بن العاصؓ کو ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں قتل کر دے گا۔ جو حضرت معاویہؓ کی طرف گیا تھا اس نے تو حضرت معاویہؓ پر حملہ کیا لیکن اس کی تلوار ٹھیک نہیں لگی اور حضرت معاویہ صرف معمولی زخمی ہوئے۔ وہ شخص پکڑا گیا اور بعد ازاں قتل کیا گیا۔ جو عمرو بن العاصؓ کو مارنے گیا تھا وہ بھی ناکام رہا کیونکہ وہ بوجہ بیماری نماز کے لیے نہ آئے تھے اور جو شخص ان کو نماز پڑھانے کے لیے آیا تھا" یعنی اس وقت حضرت عمرو بن عاصؓ کی جگہ "اس نے اس کو مار دیا۔" جو عمرو بن عاصؓ پہ حملہ کرنے گیا تھا 'خود پکڑا گیا اور بعد ازاں مارا گیا۔ جو شخص حضرت علیؓ کو مارنے کے لیے نکلا تھا اس نے جبکہ آپؓ صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہونے لگے آپؓ پر حملہ کیا اور آپ خطرناک طور پر زخمی ہوئے۔ آپؓ پر حملہ کرتے وقت اس شخص نے یہ الفاظ کہے کہ اے علیؓ! تیرا حق نہیں کہ تیری ہر بات مانی جایا کرے بلکہ یہ حق صرف اللہ کو ہے۔"

(انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 202)

میرے بے علم اور ان پڑھ لوگ بھی غالب رہیں گے

حضرت احمد دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد مانا صاحب فرماتے ہیں۔ "میں نے ایک دفعہ خطبہ جمعہ میں مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ میری جماعت کے بے علم بھی دوسروں پر غالب رہیں گے اور وہ (یعنی غیر احمدی) اُن کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ مَیں نے تجربہ سے دیکھا ہے کہ مَیں نے باوجود بے علم اور اَن پڑھ ہونے کے غیر احمدی علماء کو بالکل ساکت اور مات کر دیا حتی کہ انہوں نے کہا کہ تُو جھوٹ بولتا ہے کہ میں بے علم اور اَن پڑھ ہوں۔"

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 26 روایت حضرت احمد دین صاحبؓ)

جہاں بھی جاؤ وہاں کی جماعت سے ملتے رہا کرو

یعنی مولویوں نے پھر یہ ماننے سے انکار کر دیا کہ آپ پڑھے لکھے نہیں۔ حضرت ڈاکٹر محمد بخش صاحبؓ ولد میاں کالے خان صاحب فرماتے ہیں کہ "خاکسار نے 1903ء میں بذریعہ خط از چھاؤنی چتوگ ضلع شملہ بیعت کی تھی۔ حضور کی زیارت 1902ء میں کی۔ اُس وقت حضور نے ریش مبارک کو مہندی لگا کر اوپر کپڑا باندھا ہوا تھا۔ کمر میں تہ بند یعنی چادر بندھی ہوئی تھی۔ حضور مسجد مبارک کے قریب والے مکان میں صحن کے اندر چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ اُس وقت چار پانچ آدمی تھے جن سے حضور نے مصافحہ کیا اور ہر ایک کے حالات دریافت کرتے رہے۔ خاکسار سے پوچھا۔ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ عرض کی موضع کھیراں والی ریاست کپور تھلہ سے اور رخصت پر آیا ہوا ہوں۔ میں توپ خانے میں ملازم ہوں۔ وہاں اکیلا میں احمدی ہوں اور فوج میں تبلیغ بڑی مشکل ہے۔ (شوق مجھے ہے لیکن تبلیغ مشکل ہے۔) وہاں افسر تبلیغ نہیں کرنے دیتے۔ حضور نے فرمایا کہ تم اکیلے نہیں رہو گے۔ استقلال کے ساتھ تبلیغ احمدیت کرتے رہو۔ گھبراؤ نہیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے دریافت کیا کہ ایک ہی جگہ چھاؤنی میں رہتے ہو؟ عرض کی کہ ہر تین سال کے بعد چھاؤنی بدل جاتی ہے۔ فرمایا کہ جہاں بھی جاؤ وہاں کی جماعت سے ملتے رہا کرو۔"

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 126 روایت حضرت ڈاکٹر محمد بخش صاحبؓ)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ: سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے واقعے کو یوں بیان کیا ہے کہ ”بنو نجار میں پہنچ کر پھر یہ سوال درپیش تھا کہ آپؐ کس شخص کے ہاں مہمان ٹھہریں۔ قبیلہ کا ہر شخص خواہشمند تھا کہ اسی کو یہ فخر حاصل ہو، بلکہ بعض لوگ تو جوش محبت میں آپؐ کی اونٹنی کی باگوں پر ہاتھ ڈال دیتے تھے۔ اس حالت کو دیکھ کر آپؐ نے فرمایا۔ ”میری اونٹنی کو چھوڑ دو کہ یہ اس وقت مامور ہے۔“ یعنی جہاں خدا کا منشا ہوگا وہاں یہ خود بیٹھ جائے گی اور یہ کہتے ہوئے آپؐ نے بھی اس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں۔ اونٹنی آگے بڑھی اور تھوڑی دور خراماں خراماں چلتی ہوئی جب اس جگہ میں پہنچی جہاں بعد میں مسجد نبویؐ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرات تعمیر ہوئے اور جو اس وقت مدینہ کے دو بچوں کی افتادہ زمین تھی تو بیٹھ گئی، لیکن فوراً ہی پھر اٹھی اور آگے کی طرف چلنے لگی۔ مگر چند قدم چل کر پھر لوٹ آئی اور اسی جگہ جہاں پہلے بیٹھی تھی دوبارہ بیٹھ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھٰذَا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ الْمَنْزِلُ یعنی معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی منشا میں یہی ہماری مقام گاہ ہے اور پھر خدا سے دعا مانگتے ہوئے اونٹنی سے نیچے اتر آئے اور دریافت فرمایا کہ اپنے آدمیوں میں سے یہاں سے قریب ترین گھر کس کا ہے۔“ یعنی مسلمانوں میں سے۔ ”ابوایوب انصاری فوراً لپک کر آگے ہو گئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے۔ تشریف لے چلیے۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا جاؤ اور ہمارے لیے کوئی ٹھہرنے کی جگہ تیار کرو۔

ابوایوب انصاریؓ فوراً اپنے مکان کو ٹھیک ٹھاک کر کے آ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ اندر تشریف لے گئے۔ یہ مکان دو منزلہ تھا۔ ابوایوبؓ چاہتے تھے کہ آپؐ اوپر کی منزل میں قیام فرمائیں لیکن آپؐ نے اس خیال سے کہ ملاقات کے لیے آنے جانے والے لوگوں کو آسانی رہے نچلی منزل کو پسند فرمایا اور وہاں فروکش ہو گئے۔ رات ہوئی تو ابوایوب اور ان کی بیوی کو ساری رات اس خیال سے نیند نہیں آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے ہیں اور ہم آپؐ کے اوپر ہیں اور مزید اتفاق یہ ہو گیا کہ رات کو چھت پر ایک پانی کا برتن ٹوٹ گیا اور ابوایوب نے اس ڈر سے کہ پانی کا کوئی قطرہ نیچے نہ ٹپک جاوے جلدی سے اپنا لحاف پانی پر گرا کر اسے خشک کر دیا۔ صبح ہوئی تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بکمال اصرار آپؐ کی خدمت میں اوپر کی منزل میں تشریف لے چلنے کی درخواست کی۔ آپؐ نے پہلے تو تامل کیا، لیکن بالآخر ابوایوب کے اصرار کو دیکھ کر رضامند ہو گئے۔ اس مکان میں آپؐ نے سات ماہ تک یا ابن اسحاق کی روایت کی رو سے ماہ صفر سن 2 ہجری تک قیام فرمایا۔ گویا جب تک مسجد نبوی اور اس کے ساتھ والے حجرے تیار نہیں ہو گئے آپؐ اسی جگہ ”یعنی حضرت ابوایوب انصاری کے مقام میں مکان میں ہی“ ”مقیم رہے۔ ابوایوب آپؐ کی خدمت میں کھانا بھجواتے تھے اور پھر جو کھانا بچ کر آتا تھا وہ خود کھاتے تھے اور محبت و اخلاص کی وجہ سے اسی جگہ انگلیاں ڈالتے تھے جہاں سے آپؐ نے کھایا ہوتا تھا۔ دوسرے اصحاب بھی عموماً آپؐ کی خدمت میں کھانا بھجوایا کرتے تھے۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 267، 268)

بے خوفی و بے جگری سے جامِ شہادت نوش کیا

حضرت عوف بن عفراء رضی اللہ عنہ: روایات میں آپ کا نام عوف بن حارث اور عوف بن عفراء بیان ہوا ہے۔ عفراء آپ کی والدہ کا نام تھا۔ آپ کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو نجّار سے تھا۔ حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ حضرت عوفؓ کے بھائی تھے۔ حضرت عوف انصار کے ان چھ افراد میں شامل تھے جنہوں نے سب سے پہلے مکہ آکر بیعت کی۔ آپؓ بیعت عقبہ میں بھی شامل تھے۔ جب آپؓ نے اسلام قبول کیا تو حضرت اَسْعَدْ بن زُرَارَہؓ اور حضرت عُمَارَہ بن حَزْمؓ کے ساتھ مل کر بنو مالک بن نجار کے بت توڑے۔ غزوۂ بدر کے دن جب جنگ جاری تھی تو حضرت عوف بن عفراءؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی کس بات سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات سے کہ اس کا ہاتھ جنگ میں مصروف ہو اور زرہ کے بغیر بے خوف لڑ رہا ہو۔ یعنی اگر جنگ کے میدان میں ہے تو پھر بے خوف ہونا چاہیے۔ اس پر حضرت عوف بن عفراءؓ نے اپنی زرہ اتار دی اور آگے بڑھ کر لڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ غزوۂ بدر میں ابوجہل نے عوف بن حارث اور آپؓ کے بھائی حضرت معوذ کو شہید کیا تھا۔ حدیث اور سیرت کی کتب میں غزوۂ بدر میں ابوجہل پر حملہ کرنے والے صحابہ کے مختلف نام ملتے ہیں ان میں حضرت عوف بن عفراء کا نام بھی آتا ہے۔ یہ پہلے بھی ایک دفعہ ذکر کر چکا ہوں۔ سنن ابی داؤد میں ہے کہ ان کا نام عوف بن حارث تھا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 373 تا 375، 370 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) (الاصابہ جلد 04 صفحہ 615-614 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء) (الاستیعاب جلد 3 صفحہ 1226-1225 مطبوعہ دار الجیل بیروت 1992ء) (صحیح بخاری کتاب المغازی باب فضل من شھد بدرًا حدیث 3988) (صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب... حدیث 3141) (صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل حدیث 3963) (سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الاسیر یوثق حدیث 2680)

جذبۂ حق کے ساتھ شوقِ جہاد

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن ایک تلوار پکڑی اور فرمایا۔ مَنْ یَأْخُذُ مِنِّیْ ھٰذَا؟ اسے مجھ سے کون لے گا؟ سب نے اپنے ہاتھ بڑھائے اور ان میں سے ہر ایک نے کہا۔ مَیں۔ مَیں۔ آپؐ نے پھر فرمایا: فَمَنْ یَأْخُذُہٗ بِحَقِّہٖ۔ کون اس کو اس کے حق کے ساتھ لے گا؟ حضرت انسؓ کہتے ہیں اس پر لوگ رک گئے تو حضرت سِماک بن خَرَشہ ابودُجانہؓ نے کہا کہ مَیں اس کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے تلوار لی اور مشرکوں کے سر پھاڑ دیے۔ یہ مسلم کی حدیث ہے۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل ابی دُجانہ سِماکؓ بن خَرَشَہ حدیث: 6353)

جہنم کا ایندھن یا حق کی قبولیت؟

حضرت ابو جابر رضی اللہ عنہ: ان کے ایمان لانے کا واقعہ اس طرح بیان ہوتا ہے کہ حضرت کعب بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایام تشریق یعنی ایام حج کے آخری تین دن جو گیارہ سے تیرہ ذوالحجہ تک ہے اس کے درمیانی دن عقبہ میں ملنے کا وعدہ کیا۔ عقبہ مکہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہے پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ جب ہم حج سے فارغ ہوئے اور وہ رات آگئی جس کا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا تو ہمارے ساتھ عبداللہ بن عمرو بھی تھے جو ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار تھے اور ہمارے شرفاء میں سے تھے۔ ہم نے انہیں اپنے ساتھ لیا۔ ہم نے اپنے لوگوں میں سے مشرکین سے اپنا معاملہ چھپایا ہوا تھا۔ ہم نے ان سے کہا اے ابوجابرؓ! آپ ہمارے سرداروں میں سے ایک ہیں اور ہمارے شرفاء میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابوجابر تھی اس لیے ان کو ابوجابر بھی کہتے تھے۔ تو کہتے ہیں ہم نے ان سے کہا کہ اے ابوجابر! آپ ہمارے سرداروں میں سے ایک ہیں اور ہمارے شرفاء میں سے ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ آپ جہنم کا ایندھن بنیں۔ پس ہم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عقبہ مقام میں جانے کی خبر دی۔ وہ کہتے ہیں انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور بیعت عقبہ میں شامل ہوئے اور نقیب مقرر ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام جز 1 صفحہ 236، امر العقبۃ الثانیۃ، دار ابن حزم بیروت 2009ء) (اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد 6 صفحہ 413 مطبوعہ شعبہ اردو دائرہ معارف لاہور)

نظریں نیچی رکھا کرو۔ دکھ دینے سے بچو کہ یہ راستے کا حق ہے

بیان فرمودہ جمعہ خطبہ یکم دسمبر 2017ء میں حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

آپؐ نے فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ جب صحابہ نے کہا کہ ہم بیٹھنے پر مجبور ہیں کیونکہ اس زمانے میں کاروباری جگہیں تو نہیں تھیں، دفاتر نہیں ہوتے تھے کہ وہاں بیٹھ کر کاروباری معاملات طے کریں اس لئے بازاروں میں بیٹھ کر، راستوں میں بیٹھ کر طے کئے جاتے تھے۔ آپ نے اس بات کو سن کر فرمایا کہ پھر راستوں کے حق ادا کرو۔ جب عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! راستوں کے حق کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظریں نیچی رکھا کرو۔ دکھ دینے سے بچو کہ یہ راستے کا حق ہے۔ سلام کا جواب دو کہ یہ راستے کا حق ہے۔ نیک بات کی تلقین کرو اور بری بات سے روکو کہ یہ راستے کا حق ہے۔

(صحیح البخاری کتاب المظالم والغضب باب افنیۃ الدور والجلوس فیھا... الخ حدیث 2465)

شہر یار اکبر
مربی سلسلہ ۔ بیلجیئم

سیرت خلفائے احمدیت

صادقوں کی ندا کا منتظر

’’سچائی کی فطرت رکھنے والے ان محبان اسلام میں ایک مبارک وجود حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ کا تھا۔ جو اس بات کی سچی تڑپ رکھتے تھے اور اس کے لیے دعا گو تھے کہ خداتعالیٰ انہیں ایسا شخص دکھا دے جو دین اسلام کی تجدید کرنے اور اسلام کی طرف سے دشمنوں کے حملوں کا دفاع کرنے والا ہو۔ آپؓ فرماتے ہیں:’’مجھے نہایت طلب اور جستجو تھی اور میں صادقوں کی ندا کا منتظر تھا۔ اسی اثناء میں مجھے حضرت السید الاجل اور بہت ہی بڑے علامہ اس صدی کے مجدد مہدی الزماں مسیح دوران اور مؤلف براہین احمدیہ کی طرف سے خوشخبری ملی۔ میں ان کے پاس پہنچا تا حقیقت حال کا مشاہدہ کروں۔ میں نے فوراً بھانپ لیا کہ یہی موعود حکم و عدل ہے اور یہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تجدید دین کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ میں نے فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور لبیک کہا اور اس عظیم الشان احسان پر اس کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گِر گیا۔ اے ارحم الراحمین خدا! تیری حمد، تیرا شکر اور تیرا احسان ہے۔ پھر میں نے مہدی الزمان کی محبت کو اختیار کرلیا اور آپ کی بیعت صدق دل سے کی یہانتک کہ مجھے آپ کی مہربانی اور لطف و کرم نے ڈھانپ لیا اور میں دل کی گہرائیوں سے ان سے محبت کرنے لگا۔ میں نے انہیں اپنی جائیداد اور اپنے سارے اموال پر ترجیح دی بلکہ اپنی جان، اپنے اہل و عیال اور والدین اور اپنے سب عزیز و اقارب پر انہیں مقدم جانا۔

ان کے علم و عرفان نے میرے دل کو والہ و شیدا بنا لیا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے لئے ان کی ملاقات مقدر فرمائی اور یہ میری خوش بختی ہے کہ میں نے انہیں باقی سب لوگوں پر ترجیح دی اور میں ان کی خدمت کے لئے اس جاں نثار کی طرح کمر بستہ ہوگیا جو کسی میدان میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا۔ پس اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ پر احسان فرمایا اور وہ بہتر احسان کرنے والا ہے۔‘‘

(حیاتِ نور صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲)

میں تجھے وفات دوں گا

’’حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: مجھے یاد ہے میں چھوٹا تھا اور اپنے ایک رشتہ کی نانی کے ہاں دلّی میں ٹھہرا ہوا تھا کہ ان کے ایک بھائی حیدر آباد دکن سے ان کے ملنے کے لئے آئے۔ انہوں نے ایک دن مجھے بلایا اور کہا۔ میاں تمہارا اور دوسرے مسلمانوں کا آپس میں کس بات پر اختلاف ہے۔

میں اس وقت زیادہ علمی باتیں تو جانتا نہیں تھا۔ میں نے کہا۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور دوسرے مسلمان کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں۔ کہنے لگے۔ تم کس طرح کہتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ میں نے اس پر قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ۔

(آل عمران:۵۶)

میں نے کہا دیکھئے اس میں صاف لکھا ہے کہ اے عیسیٰؑ میں تجھے وفات دوں گا اور پھر تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ پس وفات پہلے ہے اور رفع بعد میں۔ اس پر باوجود اس کے کہ وہ ستر سال کے بڑھے تھے۔ کہنے لگے تمہاری باتیں تو سب معقول ہیں۔ پھر مولوی کیوں مخالفت کرتے ہیں۔ ہماری نانی بڑی متعصب تھیں وہ غصہ سے کہنے لگیں کہ آگے ہی لڑکے کا دماغ خراب ہے اور اب تم اس کو اور خراب کر رہے ہو۔

اب دیکھو وہ حیدر آباد دکن سے اپنی بہن کو ملنے آئے تھے اور میں ایک چھوٹا بچہ تھا۔ مگر محض اس وجہ سے کہ میں ان کی بہن کا نواسہ بلکہ پڑنواسہ تھا انہوں نے مجھ سے بات پوچھ لی۔“

(تفسیر کبیر ایڈیشن ۲۰۲۳ء جلد ۹ صفحہ ۵۸۷)

عشقِ قرآن اور عشقِ رسول اللہ ﷺ

”حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ایک بیٹے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کا جب بھی کوئی واقعہ بیان کرتے تو عجیب کیفیت ہو جاتی اور آنحضور ﷺ کے چھوٹے چھوٹے احکام پر عمل کرنے کا ہمیشہ خیال رکھتے۔

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”جب تم لوگ کسی کو تبلیغ کرو تو قرآن اور آنحضرت ﷺ کی باتیں بتایا کرو اگر ان دونوں سے عشق و محبت نہ ہو تو کیا تبلیغ کرو گے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں دو ہی چیزیں غالب رہیں عشق قرآن اور عشق رسول ﷺ۔“

(ماخوذ از حیات ناصر)

دعا کا خط اور اللہ تعالیٰ کی شان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جولائی 1986ء میں فرمایا:

”ایران سے ڈاکٹر فاطمہ زہرہ لکھتی ہیں کہ میرا اکلوتا بیٹا دائیں ٹانگ کی کمزوری کی وجہ سے بیمار ہوا اور دن بدن حالت بگڑنے لگی یہاں تک کہ وہ لنگڑا کے چلنے لگا اور ماہر امراض کو دکھایا گیا لیکن کوئی تشخیص نہ ہو سکی اور انہوں نے اس کی صحت کے متعلق مایوسی کا اظہار کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے اچانک دعا کا خیال آیا اور اس خیال کے ساتھ میں نے خود بھی دعا کی اور آپ کو بھی دعا کے لیے خط لکھا اور اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ مریض جسے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا اسی دن سے رُو بصحت ہونے لگا اور باوجود اس کے کہ ڈاکٹروں کو اس کی بیماری کی کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی اس لیے علاج سے بھی معذور تھے بغیر علاج کے اس دن سے دیکھتے دیکھتے اس کی حالت بدلنے لگی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بوقت تحریر وہ بالکل صحیح ہے۔“

(خطباتِ طاہر جلد 5 صفحہ 526 خطبہ جمعہ 25 جولائی 1986ء)

خدا پر چھوڑ دیں

”کینیڈا کے دورہ کے دوران جب کیلگری مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جانا تھا تو ایک روز قبل امیر صاحب کینیڈا نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ موسمی پیشگوئی کے مطابق کل یہاں کا موسم شدید خراب ہے۔ بڑی شدید بارش ہے اور طوفانی ہوائیں ہیں۔ اور کل صبح مسجد کا سنگ بنیاد ہے۔ مہمان بھی آرہے ہیں۔ امیر صاحب نے دعا کی درخواست کی۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر توقف فرمایا اور پھر فرمایا ”جس مسجد کا سنگِ بنیاد ہم رکھنے جا رہے ہیں وہ بھی خدا کا ہی گھر ہے اور موسم بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس لیے اس کو خدا پر چھوڑ دیں۔ اللہ فضل فرمائے گا۔“

چنانچہ اگلے روز صبح بارش کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ بڑا خوشگوار موسم تھا۔ سنگ بنیاد کی تقریب ہوئی۔ قریباً دو گھنٹے کا پروگرام تھا۔ تقریب سے فارغ ہو کر حضور انور واپسی کے لیے جب اپنی کار میں بیٹھے تو کار کا دروازہ بند ہوتے ہی اچانک شدید بارش شروع ہوگئی اور ساتھ تند و تیز ہوائیں چلنے لگیں جو پھر مسلسل تین چار گھنٹے جاری رہیں۔ یہ ایک نشان تھا جو حضور انور کی دعا سے وہاں ظاہر ہوا اور ہر شخص کا دل اس نشان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھا۔“

(الفضل انٹرنیشنل 25 ستمبر 2015ء تا 1 اکتوبر 2015ء صفحہ 14)

بدزبانی اور فحش گوئی کا عبرتناک انجام

منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ”لاہور میں ایک وکیل ہوتے تھے اُن کا نام کریم بخش عُرف بکرا تھا۔ (یہ پتہ نہیں کیا نام رکھا ہے) وہ بڑی فحش گالیاں حضرت (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو دیا کرتے تھے۔ (بڑی گندی گالیاں دیتے تھے۔) ایک دن دوران بحث اُس نے کہا کہ کون کہتا ہے مسیح مرگیا۔ میں نے جواباً کہا کہ مَیں ثابت کرتا ہوں کہ مسیح مرگیا (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔) اُس نے اچانک ایک تھپڑ بڑے زور سے مجھے مارا۔ اس سے میرے ہوش پھر گئے اور مَیں گر گیا۔ جب مَیں وہاں سے چلا آیا تو اگلی رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ کریم بخش عرف بکرا ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر پڑا ہے اور اُس کی چارپائی کے نیچے ایک گڑھا ہے۔ اُس میں وہ گِر رہا ہے اور نہایت بے کسی کی حالت میں ہے۔ صبح میں اُٹھ کر اُس کے پاس گیا اور مَیں نے اُسے کہا کہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ تو ذلیل ہوگا۔ چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد اُس کی ایک (بیوہ) لڑکی کی وجہ سے جس کو ناجائز حمل ہو گیا اُسے بڑی ذلت اُٹھانی پڑی اور اُس کی جو ابارشن وغیرہ کرائی تو اُس کی وجہ سے بیٹی بھی اُس کی مرگئی۔ پولیس کو جب علم ہوا تو اس کی تفتیش ہوئی۔ اُس کا کافی روپیہ بھی خرچ ہوا۔ کہتے ہیں اُس کی عزت برباد ہوئی۔ شرم کے مارے گھر سے نہیں نکلتا تھا۔ پھر میں نے اُس کو آواز دے کر ایک دن کہا کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گندی گالیاں دیا کرتے تھے یہ اس کا وبال چکھ لیا ہے۔ تو بہر حال اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔“

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 206 تا 207 روایت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ)

تذکرۂ اصحابِ احمد علیہ السلام

تحریر: شہریار اکبر۔ مربی سلسلہ بیلجیئم

یہ شخص صادق ہے

مولوی برہان الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو پہلی دفعہ ملاقات کی ہے وہ بھی حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں ’’ایک لطیفہ ہی ہے۔ کہتے تھے کہ میں قادیان میں آیا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور میں تھے اس لئے وہاں گیا۔ جس مکان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ٹھہرے ہوئے تھے اس کے ایک طرف باغ تھا۔ حامد علی (مرحوم) دروازے پر بیٹھا تھا۔ (یہ وہ بیان کرتے ہیں) تو اس نے مجھے (یعنی مولوی صاحب کو) اندر جانے کی اجازت نہ دی۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ میں چُھپ کر دروازے تک پہنچ گیا۔ آہستگی سے دروازہ کھول کر جو دیکھا تو حضرت صاحب ٹہل رہے تھے اور جلدی جلدی لمبے لمبے قدم اٹھاتے تھے۔ (یہ واقعہ پہلے بھی کئی دفعہ ہم سن چکے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب کہتے ہیں کہ) میں جھٹ پیچھے کو مڑا اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص صادق ہے جو جلدی جلدی ٹہل رہا ہے ضرور اس نے کسی دُور کی منزل پر ہی پہنچنا ہے تبھی تو یہ جلدی جلدی چل رہا ہے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) وہابی ہو کر (حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی وہابی تھے) مولوی صاحب کا اس قسم کا خیال کرنا عجیب ہی بات ہے ورنہ عموماً یہ لوگ خشک ہوتے ہیں‘‘۔ (یعنی وہابی لوگ عموماً خشک ہوتے ہیں۔ شدت پسند ہی ہوتے ہیں۔).

(الفضل 17/اپریل 1922ء صفحہ 6 جلد 9 نمبر 81)

’’کوئی اس کا بھید نہ پاوے‘‘

پھر آپ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں جو حضرت سیٹھ عبدالرحمن مدراسی کے اخلاص اور قربانی کا ہے۔ ’’سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں احمدی ہوئے۔ ان میں بڑا اخلاص تھا اور خوب تبلیغ کرنے والے تھے۔ ان کا ایک واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے درد سے سنایا کرتے تھے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) مجھے بھی جب وہ واقعہ یاد آتا ہے تو ان کے لئے دعا کی تحریک ہوتی ہے۔ ابتدا میں ان کی مالی حالت بڑی اچھی تھی اور اس وقت وہ دین کے لئے بڑی قربانی کرتے تھے۔ تین سو، چار سو، پانچ سو روپے تک ماہوار چندہ بھیجتے تھے۔ خدائی قدرت وہ بعض کام غلط کر بیٹھے (یعنی تجارتی لحاظ سے انہوں نے غلط کام کئے۔ اور جو فیصلے تھے وہ غلط کئے) اور اس وجہ سے ان کی تجارت بالکل تباہ ہوگئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام انہیں کے متعلق ہوا تھا کہ

قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

جب یہ الہام ہوا تو پہلے مصرعہ کی طرف ہی خیال گیا اور ’’قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے‘‘ سے یہ سمجھا گیا کہ سیٹھ صاحب کا کاروبار پھر درست ہو جائے گا اور دوسرے مصرعہ ’بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے‘‘، کی طرف (کسی کا) ذہن نہ گیا کہ پہلے کام بنے گا اور پھر بگڑ بھی جائے گا۔ بلکہ اسے ایک عام اصول سمجھا گیا۔ سیٹھ صاحب کے کاروبار کو دھکا لگنے کے بعد دو تین سال حالت اچھی ہوگئی۔ (جب یہ الہام ہوا اس کے بعد کاروبار پھر چمک اٹھا۔ حالت اچھی ہوگئی) مگر پھر (دوبارہ) خراب ہوگئی اور یہاں تک حالت پہنچ گئی کہ بعض اوقات کھانے پینے کے لئے بھی ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عجیب محبت کے رنگ میں ان کا ذکر کیا۔ فرمایا سیٹھ عبدالرحمن حاجی اللہ رکھا صاحب کا اخلاص کتنا بڑھا ہوا تھا۔ پانچ سو روپے کی رقم تھی جو انہوں نے اس موقع پر بھیجی تھی۔ (کوئی رقم آئی تھی اس کو دیکھ کر ذکر ہوا تھا) کسی دوست نے ان کی مشکلات کو دیکھ کر دو تین ہزار روپیہ انہیں دیا کہ کوئی تجارتی کام شروع کر دیں یا برتنوں کی دکان کھولیں۔ اس میں سے پانچ سو روپیہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھجوا دیا اور لکھا کہ مدت سے میں چندہ نہیں بھیج سکا۔ اب میری غیرت نے برداشت نہ کیا کہ جب خدا تعالیٰ نے مجھے ایک رقم بھجوائی ہے تو میں اس میں سے دین کے لئے کچھ نہ دوں۔ غرض خدمت دین کے لئے ان کا اخلاص بہت بڑھا ہوا تھا۔‘‘

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 542)

عاجزی میں ضرورت سے زیادہ بڑھنا

بعض لوگ اپنی عاجزی میں ضرورت سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ اس کا بھی ایک دلچسپ واقعہ ہے اور بعض اپنی نظریات کی سختی میں زیادہ شدت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ مزاج رکھنے والے دو اشخاص تھے جو اکٹھے ہو گئے۔ ان کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ "مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک شخص حافظ محمد صاحب پشاور کے رہنے والے تھے۔ قرآن کریم کے حافظ تھے اور سخت جوشیلے احمدی تھے۔ میرا خیال ہے کہ وہ اہلحدیث میں رہ چکے تھے کیونکہ ان کے خیالات میں بہت زیادہ سختی پائی جاتی تھی۔ وہ ایک دفعہ جلسے پر آئے ہوئے تھے اور قادیان سے واپس جا رہے تھے کہ راستے میں خدا تعالیٰ کی خشیت کے بارے میں باتیں شروع ہو گئیں۔ کسی شخص نے کہا کہ اللہ کی شان تو بہت بڑی ہے۔ ہم لوگ تو بالکل ذلیل اور حقیر ہیں۔ پتا نہیں کہ خدا ہماری نماز بھی قبول کرتا ہے یا نہیں۔ ہمارے روزے بھی قبول کرتا ہے یا نہیں۔ ہماری زکوٰۃ اور حج بھی قبول کرتا ہے یا نہیں۔ اس پر ایک دوسرا شخص بولا کہ اللہ تعالیٰ کی بڑی شان ہے۔ میں تو کئی دفعہ سوچتا ہوں کہ میں مومن بھی ہوں یا نہیں۔ پشاور کے رہنے والے یہ حافظ محمد صاحب ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ یہ باتیں سنتے ہی اس شخص سے مخاطب ہوئے جس نے یہ کہا تھا پتا نہیں میں مومن بھی ہوں یا نہیں۔ اور کہنے لگے تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو۔ کیا یہ سمجھتے ہو کہ تم مومن ہو یا نہیں۔ اس نے کہا میں تو یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میں مومن ہوں یا نہیں۔ حافظ صاحب کہنے لگے کہ اچھا اگر یہ بات ہے تو میں نے آج سے تمہارے پیچھے نماز ہی نہیں پڑھنی۔ باقیوں نے کہا کہ حافظ صاحب اس کی بات ٹھیک ہے ایمان کا مقام تو بہت بلند ہے۔ کہنے لگے اچھا پھر آج سے تم سب کے پیچھے میری نماز بند۔ جب تم اپنے آپ کو مومن ہی نہیں سمجھتے تو تمہارے پیچھے نماز کس طرح ہو سکتی ہے۔ غرض دوست پشاور پہنچے اور حافظ صاحب نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی چھوڑ دی۔ جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ تم تو اپنے آپ کو مومن ہی نہیں سمجھتے۔ میں تمہارے پیچھے نماز کس طرح پڑھوں۔ آخر جب فساد زیادہ بڑھ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حافظ صاحب ٹھیک کہتے ہیں (جو انہوں نے کہا تھا ناں کہ تم کہتے ہو میں مومن نہیں)۔ مگر صرف یہی نہیں کہ ٹھیک کہتے ہیں تو نماز نہیں پڑھنی۔ فرمایا مگر یہ ان کی غلطی تھی کہ انہوں نے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنی ہی چھوڑ دی کیونکہ انہوں نے کفر نہیں کیا تھا لیکن بات ٹھیک ہے۔ ہماری جماعت کے دوستوں کا فرض تھا کہ وہ اپنے آپ پر حسن ظنی کرتے۔ جہاں تک کوشش کا سوال ہے انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی کوشش جاری رکھے اور نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرے۔ (حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا) مگر یہ کہ مومن ہونے سے انکار کر دے یہ غلط طریق ہے۔"

(تعلق باللہ۔ انوار العلوم جلد 23 صفحہ 145-144)

مجھے قسم کھانے کی حاجت نہیں

پہلی روایت حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحبؓ ولد میاں نادر علی صاحب کی ہے، جن کا بیعت کا سن اور زیارت کا سن 1900ء ہے۔ یہ لکھتے ہیں کہ مَیں نے 1899ء میں بذریعہ خط کے بیعت کی اور اس سے پہلے بھی تین چار سال میرے والد صاحب نے بیعت کے لئے بھیجا تھا مگر مَیں بسبب بعض وجوہ کے واپس گھر چلا گیا اور بیعت نہیں کی۔ اس کے بعد سید بہاول شاہ صاحب جو ہمارے دلی دوست اور استاد بھی ہیں، اُنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی اور اُنہوں نے مجھے حضور کی کتابیں سنانی شروع کیں۔ جتنی اُس وقت تک حضور کی کتب تصنیف ہو چکی تھیں، قریباً قریباً ساری مجھ کو سنائیں۔ اُنہی دنوں میں مَیں نے رؤیا دیکھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، مَیں حضور سے دریافت کرتا ہوں کہ حضور! مرزا صاحب نے جو اس وقت دعویٰ مسیح اور مہدی ہونے کا کیا ہے کیا وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں سچے ہیں۔ (خواب میں ہی کہتے ہیں کہ) مَیں نے کہا حضور! قسم کھا کر بتاؤ۔ آپؐ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھے قسم کھانے کی حاجت نہیں۔ مَیں امین ہوں اور زمینوں اور آسمانوں میں مَیں امین ہوں۔ اس کے بعد کہتے ہیں اُسی رات کی صبح کو مَیں نے مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں بیعت کا خط لکھا۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام بھی لکھ دیا۔ اُس کے بعد 1900ء میں قادیان حاضر ہو کر حضور کے ہاتھوں پر بیعت کی۔

(رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 4 روایت حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب صفحہ نمبر 120 غیر مطبوعہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدّدِ اعظم تھے

ضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ایک عقل مند کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اسلام سے کچھ دن پہلے تمام مذاہب بگڑ چکے تھے اور روحانیت کھو چکے تھے۔ پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدّدِ اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتبِ ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانے میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا۔ اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا۔ اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔"

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 207-206)

شرائطِ بیعت

از ارشاداتِ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تحریر: حافظ جہانزیب قریشی

بغاوت کے طریقوں سے بچو

پھر اسی شرط دوئم میں اس بات کا بھی عہد ہے کہ بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَقَاتِلُوۡهُمۡ حَتّٰى لَا تَكُوۡنَ فِتۡنَةٌ وَّيَكُوۡنَ الدِّيۡنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ۔

(البقرۃ:40)

یعنی اس حد تک ان کا مقابلہ کرو کہ ان کی بغاوت دور ہو جاوے اور دین کی روکیں اٹھ جائیں اور حکومت اللہ کے دین کی ہوجائے۔ اور پھر فرمایا۔

قُلۡ قِتَالٌ فِيۡهِ كَبِيۡرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَكُفۡرٌۢ بِهٖ وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ وَاِخۡرَاجُ اَهۡلِهٖ مِنۡهُ اَكۡبَرُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۚ وَالۡفِتۡنَةُ اَكۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ ؕ وَلَا يَزَالُوۡنَ يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ حَتّٰى يَرُدُّوۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِكُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا ۔

(البقرۃ:218)

یعنی شہر حرام میں قتل تو گناہ ہے لیکن خدا تعالیٰ کی راہ سے روکنا اور کفر اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو مسجد حرام سے خارج کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے اور بغاوت کو پھیلانا یعنی امن کا خلل انداز ہونا قتل سے بڑھ کر ہے۔

(جنگ مقدس۔ روحانی خزائن جلد 6 ص 255)

آپؑ نے فرمایا: ”چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دونوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پید ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجو د ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً 26 برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔۔۔۔۔۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک یہ سخت بد ذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعے سے ہم ظالموں کے پنجے سے بچائے جاتے ہیں اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اس کے احسان کے ہم شکر گزار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ۔

(الرحمان:61)

یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کے لئے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔ سو تم اس خدا داد نعمت کی قدر کرو۔۔۔۔۔۔ اب خواہ نخواہ ایسے اعتقاد پھیلانا کہ کوئی خونی مہدی آئے گا اور عیسائی بادشاہوں کو گرفتار کرے گا یہ محض بناوٹی مسائل ہیں جن سے ہمارے مخالف مسلمانوں کے دل سیاہ اور سخت ہوگئے ہیں اور جن کے ایسے عقیدے ہیں وہ خطرناک انسان ہیں۔ اور ایسے عقیدے کسی زمانہ میں جاہلوں کے لئے بغاوت کا ذریعہ ہوسکتے ہیں بلکہ ضرور ہوں گے۔ سو ہماری کوشش ہے کہ مسلمان ایسے عقیدوں سے رہائی پاویں۔ یاد رکھو کہ وہ دین خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا جس میں انسانی ہمدردی نہیں۔ خدا نے ہمیں سکھایا ہے کہ زمین پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم کیا جائے“۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 ص 582 تا 585)

نفسانی جوشوں سے مغلوب نہ ہو

پھر اسی شرط دوئم میں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ نفسانی جوشوں کے وقت اس کا مغلوب نہیں ہو گا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”روحانی وجود کا چوتھا درجہ وہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ذکر فرمایا ہے۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۔

(المؤمنون:6)

یعنی تیسرے درجہ سے بڑھ کر مومن وہ ہیں جو اپنے تئیں نفسانی جذبات اور شہوات ممنوعہ سے بچاتے ہیں۔ یہ درجہ تیسرے درجہ سے اس لئے بڑھ کر ہے کہ تیسرے درجہ کا مومن تو صرف مال کو جو اس کے نفس کو نہایت پیارا اور عزیز ہے خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہے لیکن چوتھے درجہ کا مومن وہ چیز خدا تعالیٰ کی راہ میں نثار کرتا ہے جو مال سے بھی زیادہ پیاری اور محبوب ہے یعنی شہوات نفسانیہ۔ کیونکہ انسان کو اپنی شہوات نفسانیہ سے اس قدر محبت ہے کہ وہ شہوات کے پورا کرنے کے لئے اپنے مال عزیز کو پانی کی طرح خرچ کرتا ہے اور ہزارہا روپیہ شہوات کے پورا کرنے کے لئے برباد کر دیتا ہے اور شہوات کے حاصل کرنے کے لئے مال کو کچھ بھی چیز نہیں سمجھتا۔ جیسا کہ دیکھا جاتا ہے ایسے نجس طبع اور بخیل لوگ جو ایک محتاج، بھوکے اور ننگے کو بباعث سخت بخل کے ایک پیسہ بھی دے نہیں سکتے شہوات نفسانیہ کے جوش میں بازاری عورتوں کو ہزارہا روپیہ دے کر اپنا گھر ویران کر لیتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ سیلاب شہوت ایسا تند اور تیز ہے کہ بخل جیسی نجاست کو بھی بہا لے جاتا ہے۔ اس لئے یہ بدیہی امر ہے کہ یہ نسبت اس قوت ایمانی کے جس کے ذریعہ سے بخل دور ہوتا ہے اور انسان اپنا عزیز مال خدا کے لئے دیتا ہے یہ قوت ایمانی جس کے ذریعہ سے انسان شہوات نفسانیہ کے طوفان سے بچتا ہے نہایت زبردست اور رشیطان کا مقابلہ کرنے میں نہایت سخت اور نہایت دیرپا ہے کیونکہ اس کا کام یہ ہے نفس امارہ جیسے پرانے اژدھا کو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالتی ہے۔ اور بخل تو شہوات نفسانیہ کے پورا کرنے کے جوش میں اور نیز ریاء اور نمود کے وقتوں میں بھی دور ہو سکتا ہے۔ مگر یہ طوفان جو نفسانی شہوات کے غلبہ سے پیدا ہوتا ہے یہ نہایت سخت اور دیرپا طوفان ہے جو نفسانی شہوات کے غلبہ سے پیدا ہوتا ہے یہ نہایت سخت اور دیرپا طوفان ہے جو کسی طرح بجز رحم خداوندی کے دور ہو ہی نہیں سکتا اور جس طرح جسمانی وجود کے تمام اعضاء میں سے ہڈی نہایت سخت ہے اور اس کی عمر بھی بہت لمبی ہے اسی طرح اس طوفان کے دور کرنے والی قوت ایمانی نہایت سخت اور عمر بھی لمبی رکھتی ہے تا ایسے دشمن کا دیر تک مقابلہ کر کے پامال کر سکے اور وہ بھی خدا تعالیٰ کے رحم سے۔ کیونکہ شہوات نفسانیہ کا طوفان ایک ایسا ہولناک اور پر آشوب طوفان ہے کہ بجز خاص رحم حضرت احدیت کے فرو نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے حضرت یوسف کو کہنا پڑا۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْۤءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ

(یوسف:54)

یعنی میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتا۔ نفس نہایت درجہ بدی کا حکم دینے والا ہے اور اس حملہ سے مخلصی غیر ممکن ہے مگر یہ کہ خود خدا تعالیٰ رحم فرما دے۔ اس آیت میں جیسا کہ فقرہ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ہے۔ طوفان نوح کے ذکر کے وقت بھی اسی کے مشابہ الفاظ ہیں کیونکہ وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ

(ھود:44)

پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ طوفان شہوات نفسانیہ اپنی عظمت اور ہیبت میں نوح کے طوفان سے مشابہ ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 ص 205-206)

اللہ تعالیٰ نکتہ نواز ہے اسی طرح نکتہ گیر بھی ہے

بیان فرمودہ جمعہ خطبہ یکم دسمبر 2017ء میں حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

”لکھا ہے کہ ایک اندھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر قرآن شریف پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن آپ کے پاس عمائد مکّہ اور رؤسائے شہر جمع تھے اور آپ ان سے گفتگو میں مشغول تھے۔ باتوں میں مصروفیت کی وجہ سے کچھ دیر ہو جانے سے وہ نابینا اٹھ کر چلا گیا۔ یہ ایک معمولی بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق سورۃ نازل فرمادی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر میں گئے اور اسے ساتھ لا کر اپنی چادر مبارک بچھا کر بٹھایا“۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ”اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں عظمت الٰہی ہوتی ہے ان کو لازماً خاکسار اور متواضع بننا ہی پڑتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی بے نیازی سے ہمیشہ ترساں و لرزاں رہتے ہیں“۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”جس طرح اللہ تعالیٰ نکتہ نواز ہے اسی طرح نکتہ گیر بھی ہے۔ اگر کسی حرکت سے ناراض ہو جاوے تو دم بھر میں سب کارخانہ ختم ہے۔ پس چاہئے کہ ان باتوں پر غور کرو اور ان کو یاد رکھو اور عمل کرو“۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 344-343۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حکایت

بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسی طرح حضرت اقدسؑ اپنی کتاب ''سر الخلافہ'' میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: اور میں تیرے سامنے ایک عجیب و غریب قصہ اور حکایت بیان کرتا ہوں کہ میرا ایک چھوٹا بیٹا تھا جس کا نام بشیر تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے شیر خواری میں ہی وفات دے دی.... تب اللہ تعالیٰ نے مجھے الہامًا بتایا کہ ہم اسے از راہ احسان تمہارے پاس واپس بھیج دیں گے۔ ایسا ہی اس بچے کی والدہ نے رؤیا میں دیکھا کہ بشیر آگیا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ سے نہایت محبت کے ساتھ ملوں گا اور جلد جدا نہ ہوں گا۔ اس الہام و رؤیا کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسرا فرزند عطا فرمایا تب میں نے جان لیا کہ یہ وہی بشیر ہے اور خدا تعالیٰ اپنی خبر میں سچا ہے چنانچہ میں نے اس بچے کا نام بشیر ہی رکھا اور مجھے اس کے جسم میں بشیر اول کا حلیہ دکھائی دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی سنت رؤیا کے ذریعہ ثابت ہوگئی کہ وہ دو بندوں کو ایک ہی نام کا شریک بناتا ہے۔

(سر الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 381)

محمدعثمان قمر
جرمنی

مالی قربانی از ارشادات خلفائے احمدیہ

۔۔۔حلال اور حرام واضح ہیں اور ان کے درمیان شبہ والی چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ جانتے نہیں، جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچتا ہے اس نے اپنا دین اور عزت بچالی ، جو ان شبہات میں پڑ گیا وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو ایک رکھ نو ہر پادشاہ کی ایک رکھ (محفوظ جگہ) ہوتی ہے اور اللہ کی رکھ اس کی زمین میں اُس کی نفع کردہ چیزیں ہیں۔ پھر سنو! جسم میں ایک ایسا عضو ہے۔۔۔۔۔۔

اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو

”انعام الٰہی پانے کے واسطے ضروری ہوتا ہے کہ کچھ خوف بھی ہو۔ خوف کس کا ؟ خوف اللہ کا خوف دشمن کا خوف بعض نادان ضعیف الایمان لوگوں کے ارتداد کا، مگر وہ بہت تھوڑا ہوگا۔ یہ ایک پیشگوئی ہے اور اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَىۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ خدا فرماتا ہے کہ میری راہ میں کچھ خوف آوے گا، کچھ جوع ہوگی۔ جوع یا تو روزہ رکھنے سے ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کچھ روزے رکھو اور یا اس رنگ میں جوع اپنے اوپر اختیار کرو کہ صدقہ خیرات اس قدر نکالو کہ بعض اوقات خود تم کو فاقہ تک نوبت پہنچ جاوے۔ اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں اتنا خرچ کرو کہ وہ کم ہو جاویں۔ اور جانوں کو بھی اس کی رہ میں خرچ کرو۔ علیٰ ہذا پھلوں کو بھی خدا کی راہ میں خرچ کرو“۔

(خطبہ جمعہ ۱۵ جون ۱۹۰۸ء)

اپنے مالوں کو خدا کی ہدایت کے مطابق خرچ کرو

”انسان کہ عالم صغیر ہے اس کی مملکت کے انتظام کیلئے بھی ایک ملک کی حاجت ہے ۔ پھر انسان اپنی حاجتوں کیلئے کسی حاجت روا کا محتاج ہے ۔ ان تینوں صفتوں کا حقیقی مستحق اللہ ہے۔ اس کی پناہ میں مومن کو آنا چاہیے تا چھپے چھپے پیچھے لے جانے والے، مانع ترقی وسوسوں سے ان میں رہے۔ اسلام کی حالت اس وقت بہت ردی ہے۔ ہر مسلمان میں ایک قسم کی خود پسندی اور خود رائی ہے۔ وہ اپنے اوقات کو، اپنے مال کو خدا کی ہدایت کے مطابق خرچ نہیں کرتا۔ اللہ نے انسان کو آزاد بنایا پر کچھ پابندیاں بھی فرمائیں بالخصوص مال کے معاملہ میں ۔ پس مالوں کے خرچ میں بہت احتیاط کرو۔ اس زمانہ میں بعض لوگ سود لینا دینا جائز سمجھتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ سود کا لینے والا ، دینے والا، بلکہ لکھنے والا اور گواہ، سب خدا کی لعنت کے نیچے ہیں۔

میں اپنی طرف سے حق تبلیغ ادا کر کے تم سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ میں تمہاری ایک ذرہ بھی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ تم خدا کے ہو جاؤ۔ تم اپنی حالتوں کو سنوارو۔ خدا تمہیں عمل کی توفیق دے۔ آمین“۔

(خطبہ جمعہ ۲۵ جون ۱۹۰۹ء)

فرمودات حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

مالی قربانیوں کی تکمیل بھی خلفاء کے ذریعہ ہوتی ہے

”ہم ہمیشہ اپنی جماعت کے افراد سے یہ مطالبہ کیا کرتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی یہ مطالبہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ خدا کیلئے اپنی جانوں اور مالوں کو وقف کر دو لیکن ہر زمانہ میں یہ معیار بدلتا چلا گیا ہے۔ پہلے دن جب لوگوں نے اس آواز کو سنا تو وہ آگے آئے اور انہوں نے کہا۔ ہماری جان اور ہمارا مال حاضر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے جواب کو سنا اور فرمایا۔ تم نمازیں پڑھا کرو۔ روزے رکھا کرو۔ اسلام اور احمدیت کو پھیلایا کرو۔ اور اپنے مالوں میں کچھ نہ کچھ دین کی خدمت کیلئے دے دیا کرو۔ چاہے روپیہ میں سے دھیلہ ہی کیوں نہ ہو۔ لوگوں نے یہ سنا تو ان کے دلوں میں حیرت پیدا ہوئی کہ کام تو بہت معمولی تھا۔ پھر ہمیں یہ کیوں کہا گیا تھا اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کر دو۔ کچھ وقت گزرا تو لوگوں کو پھر آواز دی گئی کہ جان اور مال کی قربانی کا وقت آگیا ہے لوگ پھر اپنی جانیں اور اپنے اموال لے کر حاضر ہوئے۔ تو انہیں کہا گیا۔ کہ تم روپیہ میں سے ایک پیسہ چندہ دے دیا کرو۔ اس پر کچھ مدت گزری تو مرکز کی طرف سے پھر آواز بلند ہوئی کہ آؤ اور اپنی جانیں اور اپنے اموال دین کی خدمت کیلئے وقف کر دو ۔ لوگ پھر آگے بڑھے تو انہیں کہا گیا کہ آئندہ پیسہ کی بجائے دو پیسہ روپیہ چندہ دیا کرو یہ حالت اس طرح بڑھتی چلی گئی۔ دھیلے سے یہ آواز شروع ہوئی تھی پھر پیسہ پر پہنچی پھر دو

پیسہ پر پہنچی۔ پھر کہا گیا کہ اب دو پیسے کا بھی سوال نہیں تین پیسے دیا کرو۔ تین پیسے دیتے رہے تو کہا گیا اب چار پیسے دیا کرو۔ پھر وقت آیا تو کہا گیا کہ اپنی جائیدادوں اور اپنی آمدنیوں کی وصیت کردو۔ اور اس وصیت میں بھی کم سے کم دسویں حصہ کا مطالبہ کیا گیا۔ پھر کہا گیا کہ دسواں حصہ بہت کم ہے تمہیں نواں حصہ دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ وہ اس سے بھی بڑھ کر قربانی کریں۔ وہ لوگ جن کو خدا نے سمجھنے والا دل اور غور کرنے والا دماغ دیا ہے۔ وہ تو جانتے ہیں۔ کہ ہم کو قدم بہ قدم اس مقصد کے قریب کیا جا رہا ہے جس کے بغیر قومیں بھی زندہ نہیں رہ سکتیں۔ لیکن بعض لوگ اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ قربانی اور ایثار کے الفاظ جو متواتر استعمال کئے جاتے ہیں۔ حقیقت سے بالکل خالی ہیں۔ قربانی اور ایثار کے مالی لحاظ سے صرف اتنے معنے ہیں کہ روپیہ میں سے آنہ دے دیا یا آنہ نہ دیا تو ڈیڑھ آنہ دے دیا۔ اور وقت کی قربانی کے لحاظ سے اس کے صرف اتنے معنے ہیں کہ چوبیس گھنٹہ میں گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ دے دیا اور ان کی نظروں سے یہ بات بالکل اوجھل ہو جاتی ہے کہ کسی دن ہمیں اپنی جان اور اپنا مال قربان کرنے کیلئے آگے بڑھنا پڑے گا۔۔۔۔۔۔ بالکل ممکن ہے آخر میں جب۔۔۔۔ حقیقی اور سچی آواز خدا تعالیٰ کے نمائندہ کے منہ سے نکلے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ فیصلہ ہو جائے کہ وہ آواز جو آج سے ۵۰ - ۶۰ سال پہلے بلند کی جا رہی تھی۔ اس کا حقیقی ظہور ہو۔ تو اس غفلت کی بناء پر جو مرور زمانہ کی وجہ سے تم پر طاری ہو چکی ہو تم میں سے بہت سے لوگ یہ گمان کرنے لگ جائیں گے۔ کہ اب بھی جان اور مال کی قربانی کے معنے روپیہ پر ایک آنہ چندہ دینا یا ڈیڑھ نہ چندہ دینا ہے۔ اور جان کی قربانی کے معنے ہفتہ یا مہینہ میں سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ وقت دے دیا ہے۔ حالانکہ وہ وقت ایک آنہ یا ڈیڑھ آنہ چندہ دینے کا نہیں ہوگا۔ نہ اپنے اوقات میں سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ وقت دینے کا ہوگا۔ بلکہ سارے کا سارا مال اور ساری کی ساری جان خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دینے کا وقت ہوگا۔۔۔۔ اس وقت گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ وقت دینے کا سوال نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنی جان کو قربان کرنے کا سوال ہوگا۔ اور اس وقت صرف آنہ ڈیڑھ آنہ چندہ دینے کا سوال نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنے سارے مال اور ساری جائیداد سے ایک لمحہ کے اندر دست بردار ہونے کا سوال ہوگا۔"

(الفضل ربوہ، ۱۱۰پریل ۱۹۶۲ء)

چندوں میں آزادی

"بعض لوگ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے تین مہینے میں اگر کوئی ایک پیسہ بھی چندہ دیتا ہے تو وہ احمدی ہے۔ مگر اب ایک آنہ فی روپیہ ماہوار چندہ ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ قرآن کریم نے بتایا ہے کہ حضرت مسیح کی جماعت پہلے کونپل ہوگی۔ اور پھر ترقی کرتی جائے گی گویا وہ قربانیوں میں بڑھ جائے گی۔ اور مضبوط ہو جائے گی یہ نہیں کہ حضرت مسیح کی جماعت پہلے زیادہ ہوگی اور بعد میں کم ہو جائے گی بلکہ یہ جو فرمایا ہے کہ پہلے کمزور ہوگی۔ بعد میں مضبوط ہو جائے گی۔ اس سے انسانی کمزوری مراد ہے۔

کوئی کہے پہلے مخلصین کی اس میں ہتک تو نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت تھے؟ مگر نہیں یہ تو نہیں ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض میں جو اخلاص تھا۔ وہ بعد میں آنے والوں میں پیدا نہ ہو۔ جیسا کہ فرمایا "چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے"۔ ممکن ہے ایسے اخلاص والے نہ ہوں لیکن وہ ممتاز ہستیاں جو جماعت کیلئے عمود و ستون تھیں وہ چند ہی تھیں ممکن ہے ان کی مثال زمانہ پیدا کرنے سے قاصر رہے۔ مگر یوں جماعت اخلاص اور قربانی میں ترقی کر رہی ہے۔ گو منافق بھی بڑھ رہے ہیں اور منافق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت بھی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا ذکر کیا ہے۔ مگر اس وقت وہ نمایاں نہ تھے کیونکہ قربانی اس وقت ایسی معمولی تھی کہ جو مخلص کرتا تھا وہ منافق بھی کر دیتا تھا۔ اب جو زیادہ قربانی کا وقت آیا تو منافق گرنے لگے اور مخلص قربانی اور ایثار میں بڑھتے گئے۔ یہ امتیاز جو اب نظر آ رہا ہے اس لئے نہیں کہ پہلے منافق نہ تھے اور اب ہو گئے ہیں۔ بلکہ اس لئے ہے کہ پہلے منافقوں اور مومنوں کا ایسا طریق نہ تھا۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء)

کارکنان مال بھی مجاہد فی سبیل اللہ ہیں

"آپ جب تاریخ میں حضرت خالد اور سعد اور عمرو بن معدی کرب اور جرار کے حالات پڑھتے ہوں گے تو آپ کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہوگی کہ کاش ہم اس زمانہ میں ہوتے اور خدمت کرتے۔ مگر اس وقت آپ کو یہ بھول جاتا ہے کہ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامی دارد، اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جہاد بالسیف کی جگہ جہاد تبلیغ اور جہاد بالنفس کا دروازہ کھولا ہے اور تبلیغ ہو نہیں سکتی جب تک روپیہ نہ ہو۔ کیونکہ تبلیغ بغیر روپیہ کے ہو نہیں سکتی۔ پس آپ لوگ اس زمانہ کے مجاہد ہیں۔ اور وہی ثواب جو پہلوں کو ملا آپ کو مل سکتا ہے اور مل رہا ہے۔ پس اپنے کام کو خوش اسلوبی سے کریں اور دوسروں کو سمجھائیں تاکہ آپ سب لوگ مجاہد فی سبیل اللہ ہو جائیں۔ آمین۔"

(پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بنام کارکنان مال کراچی۔ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۵۷)

انصار ڈائجسٹ

احمدی مصنفّین کے بنیادی اصولی رنگ کی اہمیت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے چند کتب پر ریویو کرتے ہوئے احمدی مصنفّین کی اصولی رنگ میں رہنمائی کرتے ہوئے ان سے اس امید کا اظہار فرمایا کہ وہ اپنی کتابوں میں صرف صحیح روایات اور سچے اور ثابت شدہ واقعات درج کرنے کی کوشش کریں گے اور کچی اور سُنی سنائی باتوں سے اجتناب رکھیں گے تا کہ ان کی کتابیں ان برکات سے متمتّع ہوں جو خدا کی طرف سے ہمیشہ صداقت کے ساتھ وابستہ رہی ہیں۔

رحیق المختوم
برطانیه

حضرت اویس قرنیؓ

(صحابیٔ رسول ﷺ کے حالاتِ زندگی)

مفلوک الحال شخص کی دعائے مغفرت

یہ ایک عجیب منظر تھا۔ حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت اور مدینہ میں لوگوں کا ہجوم تھا یہ لوگ یمن سے مدینہ اسلامی لشکر کی مدد کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ سب لوگ بیٹھے تھے جبکہ حضرت عمرؓ ایک مفلوک الحال شخص کے سامنے کھڑے بڑے ادب سے اس کو اپنے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کر رہے تھے۔

یہ شخص کون تھے اور حضرت عمرؓ جو کہ خلیفۂ وقت اور اسلامی ریاست کے سربراہ تھے اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھے کیوں اس پراگندہ غریب حال جھکی نگاہوں والے کو دعا کا کہہ رہے تھے۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ ایک دن جبکہ دربارِ نبوتؐ میں رحمت و برکت پر پھیلائے ہوئے تھی۔ رسول مقبول ﷺ شہ نشین پر تشریف فرما تھے۔ اور حضرت عمر فاروق اور حضرت علیؓ سے ایک شخص کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے۔ عمر فاروق و ابو تراب علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سر جھکائے ہمہ تن گوش تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس نادیدہ شکارِ محبت شخص کی ایک ایک علامت بیان فرمائی اور نصیحت فرمائی کہ ”قبیلہ مراد کا ایک شخص ہے وہ تمہارے پاس آئے گا اس کے جسم پر برص کے داغ ہیں جو سب مٹ چکے ہیں سوائے ایک درہم کے برابر داغ کے، اس کی ماں ہے جس کی وہ خدمت کرتا رہتا ہے۔ جب وہ خدا کی قسم کھاتا ہے تو رب اسکی قسم پوری کرتا ہے، اگر تم اسکی دعائے مغفرت حاصل کر سکو تو حاصل کرنا۔“ حضرت عمرؓ ہر گھڑی اس بابرکت شخص کے انتظار میں رہے اور جب آپؓ کے دورِ خلافت میں یمن سے لوگ اسلامی لشکر کی مدد کے لئے مدینہ آئے تو آپؓ نے ان یمنی لوگوں سے پوچھا کیا تم میں کوئی مراد قبیلے کا ہے؟ ایک مفلوک الحال شخص نگاہیں جھکائے کھڑا ہوا آپؓ نے اس شخص سے پوچھا کیا تُم ابن عامر ہو؟ اس شخص نے اثبات میں سر ہلایا حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ اس نے ہاں میں سر ہلایا تو حضرت عمرؓ نے اس شخص کو آنحضرت ﷺ کی نصیحت سنائی اور عرض کی کہ ”میرے لئے مغفرت کی دُعا فرمائیں“ یہ سُن کر اُس شخص نے حضرت عمرؓ خلیفۂ وقت کے لئے ہاتھ اٹھا کے دُعا کی۔

تابعین کا بلند مقام

اس خوش قسمت انسان کو آج اسلامی دُنیا ”اویس قرنیؓ“ کے نام سے جانتی ہے۔ حضرت اویس قرنیؓ کی مختصر سوانح بیان کرنے سے پہلے قارئین کی معلومات کے لئے بتاتے چلیں کہ حضرت اویس قرنیؓ مشہور تابعی تھے اور تابعی اس کو کہا جاتا ہے جس نے کسی صحابیٔ رسولؐ کو دیکھا ہو ان کی صحبت سے فیض پایا ہو۔ اُمت محمدیہ میں تابعین کا بہت بلند مقام ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے صحیح المسلم کتاب الفضائل میں ایک روایت منسوب ہے۔ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میری اُمت کے وہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں جو میرے ہم زمانہ ہیں (یعنی صحابہ کرام)

پھر وہ لوگ ہیں جو اِن کے ہم زمانہ ہیں۔ (یعنی تابعین)

پھر وہ لوگ ہیں جو اِن کے ہم زمانہ ہیں۔ (یعنی تبع تابعین)

تابعین صحابہ رسول ﷺ کے پرتو تھے

مسلمانوں کے یہ تینوں طبقات اپنے زمانے کے باعث خیر و برکت اور ہدایت یافتہ ہیں اور انکے ادوار ایمانی قوت، دینی حمیت، مذہبی و اخلاقی روح اور خدمات کے باعث اسلام کے تین ایسے زرّیں ادوار ہیں جن میں مسلمان دینی اور دنیوی خیر و برکات کی معراج کو پہنچے۔

صحابہ کرامؓ کی خوش قسمت جماعت جنہوں نے انسان کامل ہادی برحق محمد مصطفیٰ ﷺ کی صحبت سے فیض پایا انکے بعد تابعین کی جماعت اِس نعمت کے لحاظ سے خوش قسمت رہی کہ انہوں نے وہ مبارک چہرے دیکھے جن پر رسول اللہ ﷺ کی نظر مبارک پڑی، تابعین کو ایسے مبارک لوگوں کی صحبت ملی جن کو آفتاب رسالت نے منور کیا اور جن کی روحوں پہ والی کوثر کی محبت نے رنگ جمایا۔ تابعین کی مقدس جماعت علم و عمل میں صحابہ رسول کا پرتو تھی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو اور صحابہ کرام سے ملی تربیت کو نئے علاقوں اور نومسلموں میں پھیلایا۔

حسب و نسب اور خاندانی حالات

آپؓ کا پورا نسب تاریخ میں یوں بیان ہے اویس بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن مسعدہ بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن رومانبن ناجیہ بن مراد المرادی القرنی

آپؓ کے والد کا نام عامر اور والدہ کا نام بدار تھا۔ والد بچپن میں وفات پا گئے جبکہ والدہ نابینا اور ضعیف تھیں۔ آپؓ کی عمر کا زیادہ تر حصہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں گزرا۔ آپؓ نے شتربانی اور گلہ بانی کا پیشہ اختیار کی۔

آپؓ ملک یمن میں قرن نامی قصبہ کے قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے۔ اِس نسبت سے آپؓ کو ”اویس قرنیؓ“ کہا جاتا ہے۔

حلیہ مبارک

آپؓ کے حلیہ کو بیان کرتے ہوئے مسلم اور شرح مشکوتہ ”مظاہر حق جدید“ طبقات ابن سعد جلد ششم میں ایک حدیث یوں بیان ہوئی ہے (اکثر مورخین اسی حدیث کی بناء پر اپ کا حلیہ بیان کرتے ہیں)

”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا“ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں

میں ایسے برگزیدہ بندوں کو دوست رکھتا ہے جو دُنیاداروں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ ان کے چہروں کے رنگ سیاہ، پیٹ ساتھ لگے ہوئے، کمریں پتلی ہوتی ہیں اور وہ ایسے لاپرواہ ہوتے ہیں اگر بادشاہ بھی ملے اور ان سے ملاقات کی اجازت طلب کرے تو وہ اجازت نہ دیں، اگر مالدار عورتیں نکاح کرنا چاہیں تو نکاح نہ کریں، اگر گم ہو جائیں تو کوئی اُن کی جستجو نہ کرے، اگر مر جائیں تو ان کے جنازے پر لوگ شریک نہ ہوں، اگر ظاہر ہوں تو ان کو دیکھ کر کوئی خوش نہ ہو اور اگر بیمار ہوں تو کوئی مزاج پُرسی نہ کرے۔"

صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فرمائیے وہ کون ہے؟ فرمایا: وہ اویس قرنیؓ ہے۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ یہ اویس قرنیؓ کون ہے؟ فرمایا: اس کا حلیہ یہ ہے کہ اس کی آنکھیں نیلگوں ہوں گی، قد درمیانہ ہو گا اور دونوں کانوں کے مابین خاصا فاصلہ ہو گا۔ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہو گا۔ آنکھیں سجدہ گاہ پر لگی ہوئی ہوں گی، ٹھوڑی سینے کی جانب جھکی ہوئی ہوگی۔ جسم پر پرانے کپڑے ہوں گے جو پہنے ہوئے ہو گا ایک پاجامہ اور دوسری چادر، دنیا میں کوئی بھی اسے نہیں جانتا لیکن آسمانوں پر بڑی شہرت ہے اگر وہ کسی بات پر قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو سچ کر دے۔"

فضائل وخصائل

آپؓ کی عادات وخصائل کے متعلق مؤرخین نے بہت کچھ لکھا ہے آپؓ کی عاجزی و انکساری اور اپنی والدہ کی خدمت واطاعت کے حوالے سے بہت ذکر ملتا ہے۔

ظاہری نمودونمائش سے نفرت

آپؓ اکثر خستہ حال رہتے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ آپؓ رات قیام میں گزارتے اور دن ذکر اذکار، تسبیح وتہلیل میں کثرت سے روزے رکھتے۔ اسیر بن جابر بیان کرتے ہیں کہ ظاہری نمود و نمائش سخت ناپسند تھی۔ خود کو پوشیدہ اور مخفی رکھتے۔ اپنی بوڑھی نابینا والدہ کی خدمت میں کوئی کثر نہ چھوڑتے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کا وظیفہ مقرر کرنا چاہا مگر آپ نے وظیفہ لینے سے انکار کر دیا۔

بہترین تابعی

حضرت شیخ فرید الدین عطار نے اپنی کتاب "تذکرۃ الاولیاء" میں لکھا ہے کہ "حضرت اویسؓ جلیل القدر تابعین اور مقتدائے اربعین ہوئے ہیں اور حضور اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ اویسؓ احسان و مروت کے اعتبار سے بہترین تابعین میں سے ہیں" نیز بعض اوقات آپ ﷺ یمن کی طرف منہ کر کے فرمایا کرتے کہ "میں یمن کی طرف سے رحمت کی ہوا آتی ہوئی پاتا ہوں"۔

جبہ کا اصل حقدار

ایک مرتبہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپؐ کے خرقہ (جبہ، لباس) کا حقدار کون ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا "اویس قرنیؓ"۔

آپؓ کی مدینہ آمد اور حضور ﷺ کی ہدایت

مولانا رومؒ اپنی مثنوی میں بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک دن حضرت عائشہؓ سے فرمایا: (ترجمہ) "خاصان الٰہی میں سے ایک شخص ضرور ہمارے گھر آئے گا اگر اتفاقاً میں گھر موجود نہ ہوا تو اس مہمان کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آنا۔ اور میرے آنے تک اسے باعزت بٹھانا۔ اگر میرا وہ انتظار نہ کریں تو اُن کا حلیہ یاد رکھنا۔ چنانچہ ایک روز ایسا ہوا کہ مقرب الٰہی حضرت اویسؓ اپنی والدہ محترمہ کی اجازت سے دیدار محبوب کی خاطر مدینہ تشریف لائے۔ اور درِ مصطفیٰ ﷺ پہ دستک تھی اور آپ کی بابت دریافت فرمایا۔ اُس وقت رسول مقبول گھر موجود نہیں تھے۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت اویسؓ کی عزت و تکریم کی اور انتظار کا کہا۔ مگر حضرت اویسؓ نے عرض کہ کہ قرن میں والدہ کا حکم تھا کہ ٹھہرنا نہیں آپ بس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دیجئے گا، یہ کہہ کر آپؓ مدینہ سے واپس یمن کے لئے رخصت ہوئے۔ مگر جب رسول اللہ ﷺ گھر واپس تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے ماجرا سنایا اور آپ کا حلیہ بتایا۔ مولانا رومؒ لکھتے ہیں یہ سن کر حضرت رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو اُمڈ آئے۔ حضرت اویس قرنیؓ نے اگرچہ بظاہر حضور نبی اکرم سے ملاقات نہیں کی مگر آپؓ حضور پاک ﷺ کے عشق میں فنائیت کے مقام پر تھے۔

حضرت اویس قرنیؓ کی فضلیت ومرتبت

ترمذی میں بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے "میری اُمت کے لوگوں میں سے ایک شخص ایسا ہو گا جس کی شفاعت کے ذریعہ بنی تمیم سے بھی زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ (ترمذی ۲۴۳۸)

وفات کے متعلق مختلف روایات

حضرت اویس قرنیؓ کی وفات کے متعلق تاریخ میں مختلف ومتضاد روایات ملتی ہیں۔

مولانا جامی "شواہد النبوۃ" میں ہرم بن حیان کی روایت تحریر کرتے ہیں کہ حضرت اویسؓ جنگ آذربائیجان میں شرکت کے لئے گئے اور راستے میں اسہال کی بیماری سے انتقال کر گئے۔

علامہ اسلم جیراجپوری نے نوادرات ص ۶۵ کے حاشیہ پر لکھا ہے "بروایت زید بن علی حدیث سے ثابت ہے کہ تابعین کے سردار اور ولی کامل حضرت اویسؓ جنگِ صفین میں حضرت علیؓ کے ہمراہ شریکِ جنگ ہوئے اور شہادت پائی۔

کشف المحجوب اردو کے صفحہ ۱۳۷ پہ حضرت علی ہجویریؒ المعروف داتا گنج بخش نے لکھا کہ "ایک روز ہرم بن حیان نے حضرت اویسؓ کو دیکھا پھر اس کے بعد کسی نے نہ اُن کو دیکھا اور جب امیر المومنین حضرت علیؓ کے عہدِ خلافت میں فتنہ اُٹھا تو حضرت اویسؓ نے حضرت علیؓ کے ہمراہ جنگ صفین شرکت کی اور امیر معاویہ کے لشکر کے خلاف لڑ کر شہید ہو گئے۔ نیز اسد الغابہ جلد اول میں ابوالحسن الجزری بن اثیر نے ہشام کلبی کے حوالے سے آپؓ کے جنگِ صفین میں شرکت اور شہادت کو بیان کیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان

۲۱/اپریل ۱۸۹۹ء یوم عید الاضحی کے موقعہ پر حضورؑ نے فرمایا کہ:

"پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی یہ ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنیؓ کے لئے بسا اوقات رسول اللہ ﷺ یمن کی طرف منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔

بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ موجود ہیں مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے صرف اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول خداؐ نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی یا اویس کو یا مسیح کو۔ یہ عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی"۔

اللہ سبحان وتعالیٰ حضرت اویسؓ پر بے انتہا فضل کرم فرمائے اور اپنی محبت سے نوازے آپؓ عشق اور محبت کا وہ پیکر اتم ہیں جنہیں سرکار دوعالم ﷺ کی قربت و حضوری دور رہ کر بھی میسر تھی اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی عشقِ رسول مصطفیٰ ﷺ عطا فرمائے۔ آمین

شریعت کی اصل روح کا احیاء

حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا

یُحۡیِ الدِّیۡنَ وَیُقِیۡمُ الشَّرِیۡعَۃَ

ترجمہ: وہ دین کو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا۔

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 79)

اس الہام میں یہ پیغام دیا گیا کہ آپ کے ذریعے دین کا احیاء ہوگا اور شریعت کو اصل شکل میں قائم کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ نے شریعت کے منافی تمام باتوں کی مناہی فرمائی اور انہیں بدعات قرار دے کر اپنی جماعت کو ان سے بچنے کی نصیحت کی۔ فرمایا

کتاب اللہ کے برخلاف جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب بدعت ہے اور سب بدعت فی النار ہے۔ اسلام اس بات کا نام ہے کہ بجز اس قانون کے جو مقرر ہے ادھر اُدھر بالکل نہ جاوے۔ کسی کا کیا حق ہے کہ بار بار ایک شریعت بناوے....

ہمارا اصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کتاب قرآن کے سوا اور طریق سنت کے سوا نہیں۔

(البدر 13 مارچ 1903 صفحہ 59)

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا

”پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال خیر کی راہ چھوڑ کر اپنے طریقے ایجاد کرنا اور قرآن شریف کی بجائے اور وظائف اور کافیاں پڑھنا یا اعمال صالحہ کی بجائے قسم قسم کے ذکر اذکار نکال لینا یہ لذت روح کے لئے نہیں ہے بلکہ لذت نفس کے لئے ہے۔“

(الحکم 31 جولائی 1902 صفحہ 8)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو ہر طرح کی بدعات سے منع کرتے ہوئے اصل سنت کو اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ چنانچہ آپ نے قل خوانی، فاتحہ خوانی، چہلم، مولود خوانی، تصور شیخ، اسقاط، ختم، دسویں محرم کی رسوم سمیت سب بد رسوم سے اپنی جماعت کو بچنے کی نصیحت فرمائی اور خدا اور رسول کی محبت کو دل میں پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور صرف ظاہری مسائل پر ہی ضرورت سے زیادہ توجہ دینے کے انداز کو ناپسند فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے ایمان دلوں میں قائم کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ صرف ظاہری مسائل پر ہی عمل کرنا اور حقیقت کو نہ سمجھنا یہ بڑی غلطی ہے۔ مجھے خدا نے مجدد بنا کر بھیجا ہے جو وقت کی ضرورت کے مطابق رہنمائی کرتا ہے۔ فرمایا

”مجدد جو آیا کرتا ہے وہ ضرورت وقت کے لحاظ سے آیا کرتا ہے نہ استنجے اور وضو کے مسائل بتلانے“

(احکام 19 مئی 1899 صفحہ 4)

اسی طرح آپ نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا

”یہ عاجز شریعت اور طریقت دونوں میں مجدد ہے۔ تجدید کے یہ معنے نہیں ہیں کہ کم یا زیادہ کیا جاوے۔ اس کا نام تو نسخ ہے بلکہ تجدید کے یہ معنے ہیں کہ جو عقائد حصہ میں فتور آگیا ہے اور طرح طرح کے زوائد اُن کے ساتھ لگ گئے ہیں یا جو اعمال صالحہ کے ادا کرنے میں سُستی وقوع میں آگئی ہے یا جو وصول اور سلوک الی اللہ کے طرق اور قواعد محفوظ نہیں رہے اُن کو مجدداً تاکیداً بالاصل بیان کیا جائے۔“

(الحکم 24 جون 1900، صفحہ 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ چند یادگار حسین یادیں

طارق محمود ناصر
امریکہ

پانچ وقت نماز کا وعدہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع جب سپین کے دورے سے تشریف لائے تو حضور نے فرمایا کہ آج شکرانے کے طور پر جماعت کے لوگ ایک اچھا کام شروع کریں۔اس وقت ہمارے صدر محلہ مکرم قاضی عبدالسلام بھٹی صاحب تھے۔جب انہوں نے مسجد میں اعلان کیا تو ہم نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ ہم اپنی ساری زندگی میں پانچ وقت نماز ادا کرنے کا عہد کرتے ہیں۔اس پر حضور نے ازراہ شفقت ہمیں بلالیا۔ہم چار پانچ بچے تھے جو صدر صاحب محلہ کے ساتھ قصر خلافت میں حضور سے ملاقات کے لیے گئے۔حضور کے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد یہ ہماری پہلی ملاقات تھی۔حضور کا نورانی چہرہ مجھے آج بھی یاد ہے۔حضور باری باری ہم سب بچوں کو اپنے پاس بلا کر پیار کرتے رہے اور دعائیں دیتے رہے۔

قصرِ خلافت میں ڈیوٹی اور زیارت کا شرف

1984میں ضیاء دور میں خلیفۂ وقت کے پاس ڈیوٹی کے لیے ربوہ سے جن خدام کو منتخب کیا گیا خوش قسمتی سے خاکسار بھی ان میں شامل تھا۔ہم چوبیس گھنٹے قصر خلافت میں رہتے اور ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ حضور کی زیارت کا شرف حاصل کرتے تھے۔جس دن حضور ہجرت کرکے لندن تشریف لے جارہے تھے مجھے آج بھی یاد ہے اس دن میری ڈیوٹی قصر خلافت کے گیٹ پر تھی۔نماز مغرب کے بعد ڈیوٹی شروع ہوئی۔اس وقت جو افسر حفاظت تھے ان کے ساتھ دائیں طرف کے محراب کے بالکل سامنے خاکسار ڈیوٹی پر کھڑا تھا۔

خلیفۂ وقت کے ساتھ ڈیوٹی کی خواہش

حضور نے جو آخری خطاب فرمایا وہ خاکسار نے سُنا پھر حضور ہجرت کے لیے تشریف لے گئے۔اس کے بعد جماعت کا جو حال تھا وہ سب کو پتہ ہے۔خلیفہ وقت کی جدائی برداشت سے باہر تھی۔اس کے بعد میں نے بہت دعائیں کیں کہ اے اللہ تو ہمیں خلیفہ وقت کے ساتھ ڈیوٹی دینے کا موقع عطا فرما دے۔مجھے شروع ہی سے بہت شوق تھا کہ یہ کام کرنا ہے۔لیکن جب حضور لندن تشریف لے گئے تو اس سلسلے میں میرے جذبات بڑھتے چلے گئے اور اللہ سے بار بار دعا کرتا کہ اللہ !کوئی تو سبب بنادے۔

قادیان میں دیدارِ خلافت کی سعادت

بہرحال جب حضور قادیان کے دورے پر تشریف لے گئے تو خوش قسمتی سے مجھے بھی قادیان جانے کا موقع ملا لیکن جب ہمارا قافلہ وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ حضور خود تشریف لا رہے ہیں۔ہمارا تو رو رو کر برا حال تھا کہ حضور اپنے غلاموں کی عزت افزائی کے لیے خود تشریف لا رہے ہیں لیکن حضور پھر تشریف نہیں لائے شاید اس لیے کہ لوگوں کے جذبات اتنے زیادہ تھے شاید مشکل ہوجاتی۔اگلے دن نماز فجر پر حضور تشریف لائے۔اتنے طویل عرصے بعد ہمیں خلیفہ وقت کے پیچھے نماز باجماعت ادا کرنے کی توفیق ملی تو اس نماز کا بہت ہی مزا آیا۔

بیت الدعاء میں دو دعائیں

میں نے اس رات بیت الدعا میں بہت دعا کی کہ اللہ میاں میری دو ہی خواہشات تھیں۔ایک تو

یہ کہ خلیفہ وقت کے ساتھ ڈیوٹی دوں لیکن خلیفہ وقت ہم سے دور چلے گئے۔اس دن میری بڑی خواہش تھی کہ حضور کے پاس جاؤں اور اس مقدس وجود کو قریب سے دیکھ لوں۔شام کو جب حضور کے ساتھ مجلس سوال وجواب ہورہی تھی تو خاکسار کو حضور کے ساتھ ڈیوٹی دینے اور حضور کو قریب سے دیکھنے کا موقع مل گیا۔الحمدللہ۔میں نے اس دن بیت الدعا میں بہت سی دعائیں کیں تو اللہ تعالیٰ نے اتنا فضل کیا کہ حضور کے پاس پاکستان سے جن لوگوں کو ڈیوٹی کے لیے بھجوانا مقصود تھا خاکسار کو بھی ان خوش نصیبوں میں شامل کردیا اور خاکسار ڈیوٹی کے لیے لندن چلا گیا۔

لندن ڈیوٹی اور شرفِ کلام

لندن پہنچنے پر حضور نے مجھے فرمایا کہ آپ ریسٹ کریں اور ماحول سے واقفیت حاصل کریں پھر بعد میں ہفتہ وار ڈیوٹی پر آجائیں لیکن میں گیا ہی نہیں ۔میں اپنی ڈیوٹی کے لیے بہت پر جوش تھا مجھے نیند بھی نہیں آئی ۔رات کو میں پہرے داروں کے ساتھ ہی بیٹھا رہا جو رات کی ڈیوٹی پر تھے ان کے ساتھ وقت گزارا ۔نماز فجر کے وقت میں بھی ٹریننگ کی خاطر حضور کو لینے چلا گیا مجھے دیکھ کر حضور بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آپ سوئے نہیں میں نے عرض کی حضور نیند ہی نہیں آئی ۔حضور نے مجھے اور میرے ساتھ جو پہریدار تھے دونوں کو اکٹھا کھڑا کیا کہ دیکھتے ہیں کہ تم دونوں میں لمبا کون ہے۔ہم دونوں (تقی اور میں) ساتھ ساتھ کھڑے تھے۔حضور نے فرمایا کہ ایک جیسے ہی ہو۔قد بھی برابر ہے ۔حضور کو پتلے اور کمزور آدمی کی بجائے صحت مند بندے پسند تھے ۔فجر کی نماز پر بات چیت ہوئی تو مجھے اندازہ ہی نہیں تھا کہ حضور کے ساتھ اس طرح بات چیت ہوتی ہے اور ہم حضور کو اتنا قریب سے دیکھیں گے تو وہ جو میری بچپن سے خواہش تھی وہ پوری ہوتی چلی گئی اور میری نائٹ ڈیوٹی ہی لگتی رہی۔چھ ماہ کے لیے ایک لمبی نائٹ ڈیوٹی تھی جو خاکسار لگاتا تھا۔اس نائٹ ڈیوٹی میں ہمارا کام یہ ہوتا تھا کہ جو فون یا میسیج آئیں وہ نوٹ کرنے ہیں ایک اور ڈیوٹی یہ ہوتی تھی اگر حضور صبح کے وقت بیدار نہ ہوسکیں تو آپ کو جگانا ہے ۔اس کے لیے حضور کے نمبر پر فون کرنا ہوتا تھا تو چھ ماہ کے دوران مجھے یاد ہے کہ صرف ایک دفعہ حضور کو فون کرنا پڑا۔

نماز کے لیے فون کال اور منشاء الٰہی

وہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب میں حضور کو فون کیا تو نمبر انگیج تھا ۔خیر میں نے سمجھا کہ حضور بیدار ہوگئے ہیں اس لیے اب ضرورت نہیں ہے دوبارہ فون کرنے کی ۔تو فجر کی نماز پر جب میں اوپر چلا گیا ۔لیکن حضور ابھی تک نماز کے لیے باہر تشریف نہیں لائے۔نماز میں صرف ایک دو منٹ کا وقت باقی رہ گیا تھا تو بڑی حیرانگی ہوئی کہ حضور ابھی تک تشریف نہیں لائے ۔بہرحال میں ڈیوٹی پر کھڑا تھا نیچے امام صاحب اور دوسرے لوگ حضور کا انتظار کررہے تھے تو جیسے ہی حضور باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ رات کو آپ ڈیوٹی پر تھے میں نے عرض کی جی حضور ۔حضور نے فرمایا کہ آپ نے فون کیا تھا میں نے عرض کیا کہ جی فون کیا تھا۔فرمایا پھر کیا ہوا۔پھر حضور نے ازراہ شفقت خود فرمایا کہ دراصل رات کو سوتے وقت میرا ہاتھ ریسیور کو لگ گیا تھا جس کی وجہ سے ریسیور سائیڈ پر گر گیا اور نمبر انگیج ہوگیا اور میں سویا رہا۔اس پر میں نے عرض کہ الحمدللہ حضور کی نیند پوری ہوگئی۔یہ فقرہ ویسے ہی میرے منہ سے نکل گیا تو حضور نے فرمایا کہ اچھا آپ لوگ ایسے سوچتے ہو تو میں نے عرض کی کہ حضور اللہ بھی یہی چاہتا تھا کہ آپ کی نیند پوری ہوجائے اور آپ سوجائیں ۔یہ واقعہ چھ ماہ میں صرف ایک دفعہ پیش آیا۔

روشنی کی ایک لکیر

مجھے اب تک حیرانی ہے کہ حضور رات کو 11 بجے سوتے تھے اور صبح ڈھائی بجے بیدار ہوجاتے تھے۔ایک اور بظاہر چھوٹی سی بات جس کے متعلق مجھے علم نہیں کہ کسی اور نے نوٹ کی یا نہیں۔حضور کا جہاں کمرہ تھا،رات کو جب ہم مسجد فضل کا راؤنڈ کرتے تو میں دیکھا کرتا تھا کہ حضور کے کمرے میں ایک روشنی نظر آتی تھی جیسے ایک لائن سی بنتی ہے اور وہ روشنی سیدھی آسمان کی طرف جاتی تھی۔میں نے کئی لوگوں سے اس بات کا ذکر کیا لیکن سب خاموش ہوجاتے تھے۔

صبح کی سیر اور ورزش کی معانعت

ڈیوٹی کے دوران صبح سیر پر جاتے ہوئے بھی بعض دلچسپ واقعات پیش آتے تھے۔ خاکسار صبح کی نماز کے بعد اکثر حضور کے ساتھ ڈیوٹی پر جاتا تھا ۔اس وقت میں حضور کے آگے آگے بھاگتا تھا اور ایکسر سائز کرتا تھا۔ایک دن میں نے ایکسر سائز نہ کی کیونکہ مجھے ہدایت ملی تھی کہ آپ جب ڈیوٹی پر جاتے ہیں تو ایکسر سائز بالکل نہیں کرنی ۔آپ سیدھے چلتے جائیں گے۔میں نے اس پر عمل کیا کہ ٹھیک ہے جو ہدایت ملی ہے اس پر عمل کرنا چاہئے اور مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا کہ حضور سیر کے دوران مجھے پیچھے سے دیکھتے رہتے تھے حالانکہ اس وقت اندھیرا ابھی ہوتا تھا۔

اس دوران میں نے ایکسر سائز نہیں کی اور جب حضور گاڑی میں بیٹھنے لگے تو حضور نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ آپ کی طبیعت ٹھیک ہے ۔آج آپ نے ایکسر سائز نہیں کی ۔پہلے تو میں تھوڑی دیر خاموش رہا اور حضور میری طرف دیکھتے رہے کہ میں نے جواب نہیں دیا تو پھر مجھے بتانا پڑا کہ حضور مجھے ہدایت ملی ہے کہ آپ ایکسر سائز نہیں کرسکتے ۔اس پر حضور نے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ کیوں ایکسر سائز کرنے میں کیا حرج ہے ۔آپ کو ایکسر سائز کرنی چاہیے۔لیکن چونکہ مجھے جو ہدایت ملی تھی میں نے اس کے مطابق اپنے افسر کی اطاعت کی تھی ۔(ایکسر سائز کرنے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ سردی بڑی ہوتی تھی تو اس سے جسم گرم ہوجاتا تھا اور سردی کی شدت میں کمی آجاتی تھی۔ہم تو پاکستان سے گئے تھے اور لندن کی آب و ہوا میں صبح بہت ٹھنڈ ہوتی تھی تو اس وجہ سے بھی ایکسر سائز کیا کرتے تھے اور فٹ رہتے تھے۔)

توحضور نے فرمایا کہ نہیں نہیں بلکہ سارے ایکسر سائز کیا کریں تو یہ میرے لیے بڑا سرپرائز تھا کیونکہ اس کے بعد پھر میں نے باقاعدہ ایکسر سائز شروع کردی۔

ورزش اور حفاظتی تدابیر

ہم حضور انور کے آگے آگے بھاگتے تھے۔اگر میری ڈیوٹی پیچھے لگتی تو میں پیچھے ایکسر سائز کرتا تھا۔ایکسر سائز کے دوران اکثر ایسا ہوجاتا کہ جنگل جس میں بے شمار درخت تھے۔جنگل تو نہیں کہنا چاہئے بلکہ وہ ایک باغ تھا، ایک پارک تھا جس کے اندر سے ہم گزرتے تھے وہاں درخت بہت زیادہ تھے لیکن اچانک کہیں سے کوئی نہ کوئی بندہ نکل آتا تھا۔ ہم آگے جاتے ہوئے سائیڈوں پر دیکھ رہے ہوتے تھے توجہاں کوئی بندہ نکلتا تھا ،میں وہیں کھڑا ہوجاتا تھااور وہاں کھڑے ہوکر جمپنگ شروع کردیتا تھا۔جب حضور بالکل قریب آکر گزرجاتے تو پھر اس ٹریک کو چھوڑ کر (وہ بندہ بھی دیکھ رہا ہوتا تھا) پھر بھاگ کر آگے گزرجاتے اس لیے کہ اگر وہ بندہ کھڑا رہے تو خدانخواستہ کوئی شرپسند نہ ہو۔حضور اس ڈیوٹی پر بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

دودھ اور دیگر تبرکات

جب میں لندن گیا تو حضور کی طرف سے ہمیں کوئی آدھا لٹر دودھ ہر سیکیورٹی گارڈ کو جوادھر وقف کرکے گئے ہوئے تھے ملتا تھا۔جوبھی اُدھر رہتے تھے سب کوحضور کی طرف سے دودھ کا تحفہ ملتا تھا۔توآدھا لٹر دودھ ایک کارکن روزانہ صبح صبح دے جاتا تھااور وہ ہم جلدی جلدی فریج میں رکھ لیتے تھے کہ کوئی اور نہ پی لے۔کیونکہ وہ صرف برکت کی خاطر ہم وہ دودھ استعمال کرتے تھے کہ فوراًدودھ آیا ،ہم نے گرم کیا اور پی گئے۔حضور کی طرف سے اس بابرکت تحفہ پر ہم خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے کہ یہ حضور کی طرف سے تبرک ہے اور اسے چھوڑنا نہیں ہے۔توکوئی بھی غیر حاضر نہیں ہوتا تھا اس دودھ کو پینے کے لیے اور کبھی کبھی حضور کی طرف سے بعض اشیاء بھی تبرک کے طور پر آجاتی تھیں۔مجھے تو بہرحال مل جایا کرتی تھیں۔

چاکلیٹ بطورِ تبرک کی خواہش

حضور چاکلیٹ بھی دیا کرتے تھے اور میں واحد سیکیورٹی گارڈ تھا جس کی شادی ہوگئی تھی تو شادی کے فوراً بعد مجھے لندن جانا پڑا۔حضور کی طرف سے ازراہ شفقت پہلے محترم منگلا صاحب مرحوم تشریف لائے اور انہوں نے شادی کا گفٹ دیا اور حضور کی طرف سے شادی کی مبارکباد دی تو میرے لیے اس سے بڑھ کر کوئی خوش نصیبی ہو نہیں سکتی تھی ۔لندن میں جب بات ہوئی تو حضور نے مجھ سے فرمایا کہ شادی کی کیا جلدی تھی تو میں نے بتایا کہ والدین نے کہا تو اطاعت کرنی پڑی۔میں نے توان کو کہا تھا کہ جب واپس آجاؤں گا تب کردیں۔ بہرحال والدین نے جس طرح کہا میں نے ان کی اطاعت کی۔میں نے عرض کی کہ حضور میں تو نہیں چاہتا تھا (کیونکہ مجھے تو چاکلیٹ چاہیے تھے) توحضور نے فرمایا کہ اچھا آپ کو جب ضرورت پڑے تو چاکلیٹ لے لیا کرنا ۔چنانچہ مجھے جب بھی ضرورت پڑتی تھی میں حضور سے چاکلیٹ مانگ لیا کرتا تھا۔(حالانکہ چاکلیٹ تو آپ خود بھی لے سکتے ہیں لیکن مجھے تبرک کے لیے چاہیے ہوتی تھی) اور حضور کی طرف سے جو چاکلیٹ ملتی تھی وہ میں جمع کرکے اپنی اہلیہ کو بھیج دیا کرتا تھا تاکہ وہ بھی اس تبرک سے فیض یاب ہوسکیں کیونکہ میرے وقف میں وہ بھی شریک تھیں۔کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے حضور سے ملاقات کی ہو اور آپ نے مجھے چاکلیٹ نہ دی ہو۔

پرندوں کے لیے کھانا

حضور جب سیر کے لیے تشریف لے جاتے تو رات کا بچا ہوا کھانا لے کر ہم روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرلیا کرتے تھے۔جو کہ حضور وہاں پرندوں کو ڈالا کرتے تھے اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ پرندے بھی حضور کی آمد کے لیے بے چین ہوا کرتے تھے کہ جیسے ہی حضور وہاں پہنچتے تو وہ پرندے بھی حضور کے گرد جمع ہوجاتے اور حضور انہیں روٹی کے ٹکڑے ڈال دیتے تھے۔

حضورانورؒ کی وفات اور خواب

جب حضور کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں لندن میں بیٹھا ہوں تو دوبندے آتے ہیں جو دیوار کے اندر سے گزر جاتے ہیں۔میں اندر بھاگتا ہوں کہ یہ اندر کیسے چلے گئے ۔دروازہ کھولتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ حضور اتنی دیر میں ان کے ساتھ نیچے اُترتے ہوئے آرہے ہیں اور ایک بندہ اُوپر سیڑھیوں پر کھڑا ہے جس کی طرف میں نے توجہ نہیں کی۔میں حضور کی طرف متوجہ تھا۔حضور نکلتے ہی مسجد فضل سے دائیں طرف ہوگئے اور حضور اُن سے باتیں کررہے ہیں۔میں خواب میں بہت پریشان ہوں کہ یہ کون بندہ ہے۔(میں نے سب خلفاء کی تصاویر دیکھی ہوئی تھیں اور سب خلفاء کو پہچانتا تھا)بہرحال میں چپ چاپ نیچے چلتا رہا۔تھوڑی دیر کے بعد نقشہ بدلتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ایک تخت کے اوپر حضرت مسیح موعودؑ تشریف رکھتے ہیں تووہ دوسرے بندے جو حضور حضور کہہ رہے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ لو اپنے پوتے سے ملو۔جو کام اسکے سپرد تھا وہ اس نے کامیابی سے مکمل کردیا ہے۔اس پر گھبراکر میں آنکھ کھل گئی اور پھر مجھے احساس ہوا کہ یہ خواب تو حضور کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔تو بہرحال میں نے صدقہ دیا۔بہت پریشان ہوا۔میں نے سید صہیب احمد صاحب کو اس خواب کا گواہ بنایا اور ان کو پاکستان میں فون کرکے بتایا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔توانہوں نے کہا کہ حضور کو لکھو گے میں نے کہا کہ میں نہیں لکھوں گا۔بہرحال میں نے اپنی خواب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھ دی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بے شمار یادیں ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضور کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں آپ کی تمام نیک یادوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

عشقِ حقیقی

عشقِ حقیقی وہ واحد عشق ہے جس میں معشوق اپنے عاشق کا استحصال نہیں کرتا

ہمیشہ یہ بات مشاہدے میں آئی کہ عشق مجازی میں معشوق اپنے عاشق کا کسی نہ کسی رنگ میں استحصال کرتا ہے یعنی ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ جبکہ عشق الٰہی میں تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ یہ وہ واحد عشق ہے جس میں معشوق یعنی خدا تعالیٰ اپنے عاشق یعنی اپنے عبد کا نہ صرف پہلے سے بڑھ کر خیال رکھتا ہے اس کی ہر طرح سے حفاظت کرتا ہے بلکہ اس کی نسل در نسل کو بھی اپنے فضل سے نوازتا چلا جاتا ہے جس کی سب سے بڑی اور اعلیٰ نظیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے آنحضرت صل اللہ وعلیہ وسلم کی پیدائش ہے!

کاشف ریحان خالد۔ بیلجیئم

”وہی پرنور چہرہ اور“

خلافت ہی سہارا ہے
دلوں کی بے نوائی کا
خلافت معجزہ مخلوق کی مشکل کشائی کا
خلافت میں نظر آتا ہے جلوہ اب خدائی کا
خدا سے مانگتے ہیں ہم
وہی معبود ہے اپنا
ہے کن فیکون کی صورت
خلافت خون کی صورت

وہی پرنور چہرہ اور
وہی اک خاص لہجہ جو
اتر جاتا ہے سینوں میں
کسی الہام کی صورت
خلافت ہے میسر ہم کو اک انعام کی صورت !!

—— حفیظ احمد وسیم ——

شیراز

اے اے امجد۔ پاکستان

یہ شہر 29.38 درجے شمال اور 54.34 درجے مشرق کے مابین واقع ہے۔ یہ جنوب مغربی ایران کا مشہور شہر اور فارس کا دارالحکومت (1750-1779) رہا ہے۔ یہ ایران کے بڑے شہروں میں سے ایک ہے۔ اس کی آبادی چودہ لاکھ سے زائد نفوس پر مشتمل ہے۔ بہائی تحریک کے بانی علی محمد باب کی جائے پیدائش ہے۔ اصفہان کے جنوب میں واقع تین ہزار سال پرانا شہر ہے اور دنیا بھر میں پھولوں، شاعروں اور بلبلوں کا شہر کہلاتا ہے۔ فارسی کے دو عظیم شاعروں شیخ سعدی اور حافظ کی جنم بھومی ہونے کی نسبت سے اس شہر کو شہرت دوام حاصل ہے۔ ان دونوں شاعروں کے مدفن بھی اسی شہر میں ہیں۔

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کے آخری دور میں اسے ابو موسیٰ الاشعری نے فتح کیا تھا۔ پھر خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں فارس قدیم کے کھنڈرات پر اس کی از سر نو تعمیر کی گئی۔ 436ھ میں سلطان الدولہ نے اس شہر کے بارہ دروازے تعمیر کروائے۔ 795ھ میں امیر تیمور نے حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس مہم میں شاہ منصور ہلاک ہو گیا۔ 1137ھ میں افغانوں نے اس پر غلبہ پالیا انہوں نے شہر کی نئی فصیل، خندقیں، سڑکیں اور بازار تعمیر کروائے اور اس شہر کی خوبصورتی میں اضافہ کرنے کے لیے متعدّد اقدامات کیے۔ 1823-24ء کے زلزلوں میں یہ شہر تباہ ہو گیا۔ شیراز میں بہت سے باغات بھی ہیں، جن میں باغ دلکشا، باغ ملی اور باغ جلیل مشہور ہیں۔ ان باغوں نے نہ صرف شہر کی رونق کو دوبالا کر دیا ہے بلکہ ماحول کو آلودہ ہونے سے بھی کافی حد تک بچا لیا ہے۔

مزار شیخ سعدی

ہوٹل

مشہور ہوٹلوں میں آپادانہ، پارک سعدی، پیلیس ہوٹل، پارک ہوٹل، فردوس، ژند اور کوروش ہوٹل شامل ہیں۔ ان ہوٹلوں میں ایرانی کھانوں کے علاوہ ایشیائی کھانے بھی مل جاتے ہیں۔

چند قابل دید مقامات درج ذیل ہیں۔

شاہ چراغ کا روضہ

آپ حضرت امام رضا کے بھائی تھے۔ پورا نام سید امیر احمد تھا۔ آپ آٹھویں صدی کے اواخر میں شیراز تشریف لائے اور تاحیات یہیں مقیم رہے روضہ کی زیارت کرنے کے لیے روزانہ ہزاروں فدائین آتے ہیں۔ روضہ کے گنبد اور عمارت کو کئی بار مرمت کرایا گیا۔ اس پر لگے ہوئے چاندی کے دروازے اور شیشہ، زیارت کرنے والوں کے لیے مسحور کن ہیں۔

مسجد عتیق

902ء میں اسے عمر ابن لیث نے تعمیر کرایا۔ شاہ ابو اسحاق انجو نے 14 ویں صدی میں مسجد کے وسط میں خانہ خدا کا اضافہ کیا جو خانہ کعبہ کی ہو بہو نقل ہے اس کے ہر کونے میں ایک ایک ستون اور چاروں طرف برآمدہ ہے جو دو ستونوں پر ایستادہ ہے۔ درمیانی کمرے میں قرآن حکیم رکھا ہوا ہے۔ مسجد کی بیرونی دیواروں پر ایران کے مشہور خطاط کی الصوفی الجمالی کی تحریروں کے نادر نمونے کندہ ہیں۔ مسجد کو ہر طرح سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے۔

مسجد نو

اسے اتابک سعد ابن زنگی نے تعمیر کرایا تھا جو شیخ سعدی سے بے حد متاثر تھا اس کی تعمیر کا کام 1219ء میں شروع ہوا اور یہ مسجد سترہ سال کے طویل عرصہ میں مکمل کی گئی۔ اس کا طول 200 میٹر اور عرض ایک سو میٹر ہے۔

بازار اور مسجد وکیل کریم خان زند کے عہد میں شیراز کو بڑی شہرت ملی۔ اس نے شہر میں جو بازار تعمیر کرایا وہ وسعت اور خوبصورتی کے انتہار سے پورے ایران میں یکتا ہے۔ شہر کے وسط میں واقع اس مسجد کی لمبائی 800 گز اور چوڑائی 17 گز ہے۔ مسجد وکیل اسی بازار سے منسلک ہے۔ یہ شیراز میں سب سے زیادہ خوبصورت مسجد ہے اس مسجد کے دو برآمدے ہیں جو جنوب اور شمال کی سمت ایک دوسرے سے متّصل ہیں۔ مسجد کے اندرونی حصے میں ٹائلیں لگی ہوئی ہیں۔ جو درختوں، پھولوں اور بلبلوں کی تصاویر سے مزین ہیں۔ مسجد کی بنیادیں بڑی پختہ ہیں کیوں کی دو شدید زلزلے بھی اسے متاثر نہیں کر سکے۔

پارس عجائب گھر

اسے کریم خان زند نے تعمیر کرایا تھا اس کے تینوں جانب پتھر کے نہایت عمدہ تالاب بنے ہوئے ہیں جو اس کی خوبصورتی اور دلکشی میں اضافہ کا باعث ہیں۔ اس کی بیرونی اطراف پر نہایت عمدہ ٹائلیں لگی ہوئی ہیں۔ عمارت کے چاروں طرف باغات ہیں اس میں 19 ویں صدی کے ممتاز ایرانی مصور لطف علی خاں کی عمدہ تصاویر کی نمائش ہوتی ہے جو ایرانی تہذیب کی عکاسی کرتی ہیں۔

شیخ سعدی کا مقبرہ

یہ شہر کے شمال کے مشرق میں واقع ہے اس کے صدر دروازے پر شیخ سعدی کے اشعار لکھے ہوئے ہیں۔ 1808ء میں کریم خان زند نے اس کی از سر نو مرمت کروائی۔ اس کے بعد اسے نیلی ٹائلوں سے مزین کر دیا گیا۔

حافظ کا مقبرہ

حافظ کا مقبرہ ایک نہایت ہی خوبصورت باغ میں تعمیر کیا گیا ہے اس کے شمال میں ایک گیلری ہے جو 20 ستونوں پر ایستادہ ہے اس گیلری کے عقب میں ایک صحن ہے جس میں پھول اور پودے لگے ہوتے ہیں مقبرہ کی دیواروں پر حافظ کے اشعار کندہ ہیں۔

مقبرہ حافظ شیرازی

یونیورسٹی

شیراز یونیورسٹی کا قیام 1945ء میں عمل میں آیا علاوہ ازیں شہر میں ہر قسم کے تعلیمی ادارے بھی ہیں۔

سمزار شیخ کبیر

یہ سولہویں صدی میں تعمیر کیا گیا۔ آپ کا مزار ندا پولین کے مشرقی سرے پر واقع ہے۔ پرس پولس کے آثار قدیمہ شیراز سے 37 میل کے فاصلے پر ہیں۔ یہاں ایک بہت بڑا پلیٹ فارم تعمیر کیا گیا تھا جس کا رقبہ 160000 مربع گز تھا۔ پرس پولس سے چار میل دور نقش رستم ہے جہاں ایران کے مشہور بادشاہ داریوش اعظم، داریوش دوم اردشیر اول کے علاوہ زرتشت کا مقبرہ بھی یہیں ہے۔

مقبرہ کریم خان

شیراز یونیورسٹی

فرید یوسف۔ بیلجیئم

لیپ سال اور اس کی تاریخ

جس سال 29 فروری ہو تو یہ لیپ سال ہوتا ہے۔ یعنی ایسا سال جس میں فروری کا مہینہ 28 کی بجائے 29 دن کا ہوتا ہے۔ گویا اس برس 365 کی بجائے تین 366 دن ہوں گے۔ عموماً یہ دن ہر چار سال کے بعد آتا ہے۔ یہ وہ سال ہوتا ہے جو چار پر پورا پورا تقسیم ہو جائے جیسے 1996، 2000، 2004، چار پر پورے تقسیم ہو جاتے ہیں، اس لیے یہ لیپ کے سال تھے۔ یاد رہے کہ جو سال 100 پر پورا پورا تقسیم ہوں وہ چار پر پورا تقسیم ہونے کے باوجود بھی لیپ سال نہیں ہوں گے۔ 400 پر پورا پورا تقسیم ہونے والے سال بھی لیپ کے سال ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ 1900، 2100، 2200، 2300 لیپ کے ساتھ نہیں جبکہ 2000 اور 2400 لیپ سال ہیں۔

لیپ کی وجہ اور تاریخ

45 قبل مسیح میں روم کے بادشاہ جولیس سیزر نے کیلنڈروں کی اصلاحات کے لیے ایک کمیشن قائم کیا جس نے فیصلہ کیا کہ ہر چار سال میں سے ایک سال 366 دنوں کا کیا جائے۔ اسی لیے جولیس سیزر کے دور میں 46 قبلِ مسیح میں 90 دن کا اضافہ کیا گیا تاکہ زرعی موسموں کا بہتر انتظام ہو سکے۔ یہ وہ سال تھا جب سال 445 دنوں کا گیا۔ جولیس سیزر نے اسے 'لاسٹ ایئر آف کنفیوژن' (انتشار کا آخری سال) کہا، لیکن عام لوگوں کے لیے یہ انتشار کا سال ہی تھا۔ اس میں فصل بونے کے وقت کا تو تعین ہو گیا لیکن باقی سب کچھ گڑبڑ ہوا۔ جہاز رانی کے نظام الاوقات سے لے کر لوگوں کے درمیان قانونی معاہدوں تک۔

جولیس سیزر کی موت کے بعد ہر چار سال کے بعد ایک دن کا اضافہ کرنے کی بجائے یہ اضافہ ہر تین سال کے بعد کیا جانے لگا۔ اس طرح ایک مرتبہ پھر رومن کیلنڈر موسموں سے آگے بھاگنے لگا۔ یہ مسئلہ جولیس سیزر کے بعد آنے والے اصلاح پسند بادشاہ آگسٹس سیزر نے 8 قبلِ مسیح میں حل کرنے کی کوشش کی۔ اس نے تین لیپ سالوں کو چھوڑ دیا یا یوں کہیے کہ ان پر سے چھلانگ لگا کر ان کو پیچھے چھوڑا اور اس طرح یہ سلسلہ 16 ویں صدی تک چلتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ کیلنڈر کے مہینوں میں آج تک جولیس سیزر اور آگسٹس کو یاد رکھا جاتا ہے۔ جولیس کو جولائی کی شکل میں اور آگسٹس کو اگست کی صورت۔

ہر سال زمین کے سورج کے گرد چکر لگانے کے دورانیے میں فرق ہوتا تھا اس لیے 16 ویں صدی میں پاپ گریگوری تیرہ نے اس کیلنڈر میں تبدیلی کر کے یہ مسئلہ بھی حل کرنے کی کوشش کی۔

ان کے مطابق سورج کے گرد زمین کا اصل دورانیہ 365.25 نہیں ہے بلکہ 365.24 ہے۔ چنانچہ اگر ہر سال ایک دن کا اضافہ کیا جائے گا تو کچھ سالوں میں موسم اپنے وقت سے دور ہو جائیں گے۔ مثلاً مون سون روایتی مہینوں میں نہیں بلکہ ہوتے ہوتے نومبر، دسمبر میں آنے لگے گا۔

تو اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے 16 ویں صدی میں پاپ گریگوری نے ایک کمیشن قائم کیا جس میں یہ طے پایا کہ ہر 400 سال میں 100 لیپ سال ہونے کی بجائے 97 لیپ سال ہوں گے۔ کیلنڈر کی درستی کی وجہ سے یہ کیلنڈر گریگورین کیلنڈر بھی کہلاتا ہے۔ اس سے قبل 45 قبلِ مسیح سے لے کر 16 ویں صدی تک ہر چار سال کے بعد ایک لیپ سال ہوتا تھا۔ اس لیے یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ ہر چوتھا سال لیپ سال ہوتا ہے۔

Revolution and Seasons

The earth rotates on its axis, and at the same time it also moves in its orbit around the sun, in the anti-clockwise direction. This movement around the sun is called **revolution**. The earth takes 365¼ days to complete one revolution. We take it as 365 days and call it a year. Once in four years, we add the quarter days and February has an extra day. Such a year is called a **leap year**.
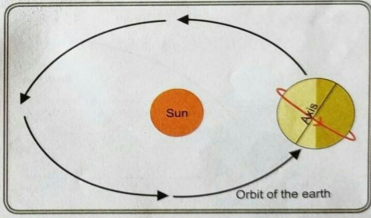
Revolution

As mentioned earlier, the earth's axis always remains inclined in the same direction and at an angle of 23½° to the vertical. This inclination of the earth's axis, together with

جولیس سیزر

بسیار خوری

ازارشاداتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عاطف وقاص
کینیڈا

بسیار خوری کیا ہے؟

بسیار خوری یعنی حد سے زیادہ کھانے یا ایک مخصوص قسم کی غذا کو کثرت سے کھاتے چلے جانے کے عمل کو کہتے ہیں۔ عام طور پر یہ عادت ان لوگوں کو ہوتی ہے جو بنا سوچے سمجھے وہ کھانا کھاتے ہیں جو انہیں کہیں بھی مل جائے۔ بظاہر تو یہ ایک معمولی بات دکھائی دیتی ہے اور بعض لوگ تو اس کو کسی کی دولت سے بھی وابستہ کرتے ہوئے اس کو ایک خوبی سمجھتے ہیں۔ جیسے کسی کی مضبوط معاشی حیثیت کے بیان کے لیے کہا جاتا ہے کہ وہ خاصے کھاتے پیتے لوگ ہیں۔ لیکن عام انسانی عقل و فہم کے برعکس مذہب، سائنس اور عقل بسیار خوری یعنی حد سے زیادہ کھانے کو یا کھانے کی ہوس کو ایک برائی، گناہ اور مرض سمجھتے ہیں۔

قرآن کریم میں اسراف کے متعلق بیان

جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نہ صرف اسراف یعنی لایعنی طور پر کیا ہوا ایسا عمل ہے جو خطا کاری ہے بلکہ وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو پسند ہی نہیں کرتا کیونکہ وہ نہ صرف اپنے اوپر حد سے زیادہ خرچ کرتے ہیں بلکہ اس کے نتیجے میں وہ خود غرض ہو کر معاشرے کے محروم طبقے کو بھول جاتے ہیں۔

خطا کاری مت کرو

جیسا کہ فرمایا

وَلَا تُسۡرِفُوۡا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ۔(6:142)

اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

”خطا کاری مت کرو۔ یعنی کمانا اور کھانا مگر بھوکوں کا خیال نہ کرنا“۔

کثرت مت کرو

حضرت مسیح موعودؑ نے اس برائی کو مختلف پیرایوں میں بیان فرمایا ہے۔ نیز آپ نے اس کے نقصانات بھی واضح فرمائے ہیں۔ مثلاً آپؑ فرماتے ہیں کہ

گوشت دال وغیرہ سب چیزیں جو پاک ہوں بیشک کھاؤ۔ مگر ایک طرف کی کثرت مت کرو اور اسراف اور زیادہ خوری سے اپنے تئیں بچاؤ۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 336 تا 337)

یہاں آپ نے واضح فرمادیا کہ بسیار خوری اس بات کی علامت ہے کہ ایسا انسان بعض چیزوں کی کثرت کا شکار ہے یعنی متوازن الطبع نہیں ہے۔

کثرتِ گوشت خوری اور عدمِ توازن

پس اگر ایک انسان کی طبیعت میں توازن نہیں ہوگا تو اس کی عقل میں نقص واقع ہو جائے گا کیونکہ عقل توازن کو دوسرا نام ہے۔ جب بھی انسان کسی بھی قسم کی انتہا پسندی کا شکار ہوتا ہے چاہے وہ کھانا ہی کیوں نہ ہو تو اس کے فہم و ادراک میں کمی آتی جاتی ہے۔ وہ تصویر کا ایک پہلو دیکھنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ اس طرح بعض مخصوص غذاؤں کو کھاتے چلے جانا انسان کو دوسری فائدہ مند غذاؤں اور ذائقوں سے محروم کر دیتا ہے۔ مثلاً جو لوگ حد سے زیادہ گوشت کھاتے ہیں ان کا مزاج اتنا بدل جاتا ہے کہ اگر ان کے سامنے گوشت کے بغیر کھانا رکھا جائے تو بد اخلاق ہو جاتے ہیں۔ میزبان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ میزبان کو کنجوس یا بد تہذیب تک کہنے سے بعض نہیں رہتے خواہ وہ ایسا وہاں سے اٹھنے کے بعد ہی کریں۔

حفظانِ صحت کے قواعد پر زور

پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یہ خدا تعالیٰ کا ان (عرب کے لوگوں) پر اور تمام دنیا پر احسان تھا کہ حفظان صحت کے قواعد مقرر فرمائے۔ یہاں

تک کہ یہ بھی فرمادیا کہ

کلواواشربواوالاتسرفو بے شک کھاؤ پیو مگر کھانے پینے میں بے جا طور پر کوئی زیادت کیفیت یا کمیت کی مت کرو۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 332)

پس حضرت مسیح موعودؑ نے غذا کی کیفیت یعنی Quality اور کمیت یعنی Quantity دونوں کو مدنظر رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ ایک غذائیت سے بھرپور غذا کی مقدار بڑھانے سے وہی شے انسان کے لئے سخت نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔

اخلاق پر غذاؤں کا اثر

پس اس میں کیا شک ہے کہ اخلاق پر غذاؤں کا اثر ہے۔ ہاں! جو لوگ دن رات گوشت خوری پر زور دیتے ہیں اور نباتی غذاؤں سے بہت ہی کم حصہ رکھتے ہیں وہ بھی حلم اور انکسار کے خلق میں کم ہوجاتے ہیں...

گوشت بھی کھاؤ اور دوسری چیزیں بھی کھاؤ مگر کسی چیز کی حد سے زیادہ کثرت نہ کرو تا اس کا اخلاقی حالت پر بد اثر نہ پڑے اور تا یہ کثرت مضر صحت بھی نہ ہو۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 319 تا 321)

بائبل کی رُو سے بسیار خوری

Gluttony is often connected with idolatry (Philippians 3:19; 1 Corinthians 10:7) and leads to the deadness of the heart (Psalm 115:4-8, 119:70). Gluttony and hopelessness go hand in hand (1 Corinthians 15:32). Devotion to food for Christians gives birth to legalism and judgmentalism in Christians (Romans 14:13-17).

بائبل کی رو سے بسیار خوری آخر کار شرک میں مبتلا کر سکتی ہے کیونکہ بہت زیادہ کھانے سے دل میں عمل کی تحریک کم ہوتی جاتی ہے۔ نیز بسیار خوری کا ناامیدی سے گہرا تعلق ہے اسی طرح کھانے سے حد سے بڑھی ہوئی

محبت انسان کو روایت پرست یعنی اصولوں اور عقائد میں ہٹ دھرم بنا دیتی ہے اور وہ لوگوں پر سخت تنقید کرنے والا بن جاتا ہے۔

خلفائے احمدیت اور سادہ غذا کی اہمیت

مندرجہ بالا تمام حوالہ جات سے یہی اصول سامنے آتا ہے کہ زندگی کے ہر معاملے میں اعتدال اختیار کرنا چاہیے۔ کھانا بظاہر ایک بے ضرر سا عمل لگتا ہے لیکن حقیقت میں ہم اور ہماری سوچ ہماری خوراک سے ترتیب پاتی ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے اسے دوسری جانب سے بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ مثلاً تمام خلفاء احمدیت کے کھانے پینے کا طرز عمل دیکھ کر ہم جان سکتے ہیں کہ اعلیٰ روحانی شخصیات کیسے بنتی ہیں اور کیسے وہ اپنے آپ کو اس قابل بناتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے ہم کلام ہوتا ہے۔ پس غور کرنے سے ہم جان لیں گے کہ تمام خلفاء احمدیت سادہ غذا کا استعمال کرتے تھے نیز ان کی خوراک میں اعتدال پایا جاتا تھا۔

سوشل میڈیا اور غیر مستند غذائی ٹوٹکے

اسی طرح ہم اپنے ارد گرد ایسے لوگوں کی خوراک پر غور کر سکتے ہیں جن کو ہم اس لئے بہت پسند کرتے ہیں کہ وہ بہت صحت مند، غیر فربہ، اور کم عمر دکھائی دیتے ہیں۔ بعض لوگ سوشل میڈیا پر غیر مستند دعوے اور باتیں سن کر یہ سمجھتے ہیں کہ تا دیر جوان اور صحت مند رہنے اور دکھائی دینے کہ لئے ضروری ہے کہ ہم فلاں فلاں سوغاتیں کھائیں۔ جیسے مختلف پھل، پھلوں کے رس، گوشت کی مختلف نایاب اور مہنگی اقسام وغیرہ۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ چاہے آپ رسول اکرم ﷺ کی خوراک دیکھ لیں یا ان کے صحابہ کرامؓ کی انتہائی سادہ اور مقدار میں کم مگر ان کی شجاعت، عبادت کے معیار اور قوت عمل کو دیکھیئے۔ آپ جان جائیں گے کہ ہماری سوچ کا صحت مند ہونا ضروری ہے پھر ہم سادہ غذا سے بھی چست و توانا رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ کی باریک راہوں کو سمجھنے اور ان پر استقامت کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سود لینا حرام ہے

قرآن شریف میں صرف اِسی قدر نہیں لکھا کہ دُنیا کے تمام بزرگوں کا نام عزت سے لو بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ ہر ایک قوم سے ہمدردی کرو جیسا کہ اپنی قوم سے۔ اِسی بنا پر مذہب اسلام میں جیسا کہ اپنی قوم سے سُود لینا حرام ہے ایسا ہی دوسری قوموں سے بھی سُود لینا حرام ہے بلکہ خدا نے یہ بھی فرمایا ہے کہ نہ صرف سُود حرام ہے بلکہ اگر تمہارا قرض دار مفلس ہو تو اس کو قرض بخش دو یا کم سے کم یہ کہ اس وقت تک انتظار کرو کہ وہ قرض ادا کرنے کے لائق ہوجائے اور جیسا کہ قرآن شریف میں اپنی قوم کے لئے گناہ معاف کرنے کا حکم ہے ایسا ہی دوسری قوموں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۸۷)

قرآن شریف کی رُو سے یہ منع ہے کہ کسی قوم سے سُود مت لو خواہ وہ مسلمان ہیں یا ہندو یا عیسائی۔ ایسا ہی قرآن شریف نے اِس بات سے بھی منع کیا ہے کہ اناج کو اپنے طمع اور غرض نفسانی سے لوگوں سے روک رکھیں اور اس کے فروخت کے لئے کسی قحط کے منتظر رہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ نجس اور خبیث لوگوں کا کام ہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۳۲)
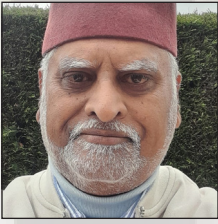
چارپائی

تحریر:۔رفیق احمد ہاشمی۔ہاسلٹ۔بیلجیئم

چارپائی اور مذہب ہم ہندوستانیوں کا اوڑھنا بچھونا ہے ۔ہم اسی پر پید اہوتے ہیں اور یہیں سے مدرسہ ، آفس ، جیل خانے ، کونسل اور آخرت کا راستہ لیتے ہیں ۔چارپائی ہماری گھٹی میں پڑی ہوئی ہے ۔ہم اس پر دوا کھاتے ہیں ، دعا اور بھیک مانگتے ہیں ۔ہندوستانی ترقی کرتے کرتے تعلیم یافتہ جانور ہی کیوں نہ ہوجائے اس سے اس کی چارپائیت نہیں جدا کی جاسکتی ۔

۔۔۔۔ ہندوستانی گھرانوں میں چارپائی کو ڈرائنگ روم ، سونے کا کمرہ، غسل خانہ ، قلعہ ، خانقاہ ، خیمہ دواخانہ ، صندوق ، کتاب ، شفا خانہ سب کی حیثیت کبھی کبھی بہ یک وقت ورنہ وقت وقت پر حاصل رہتی ہے ۔کوئی مہمان آیا چارپائی نکال لی گئی اس پر ایک نئ دری بچھا دی گئی جس کے تہہ کے نشان ایسے معلوم ہوں گے جیسے کسی چھوٹی سی اراضی کو بہت سے مالکوں میں بانٹ دیا گیا ہے ۔

چارپائی پر سوکھنے کے لیے اناج پھیلایا جائے گا جس پر تمام دن چڑیاں حملے کرتی دانے چگتی اور گالیاں سنتی رہیں گی ۔کوئی تقریب ہوئی تو بڑے پیمانے پر چارپائی پر آلو چھیلے جائیں گے ۔۔۔۔چارپائی پنشن کے قریب پہنچی ہے تو اس کو کسی کال کوٹھڑی میں داخل کر دیتے ہیں اور اس پر سال بھر کے پیاز کا ذخیرہ جمع کر دیا جاتا تھا۔ایک دفعہ دیہات کے ایک میزبان نے پیاز ہٹا کر اس خاکسار کو ایسی ہی ایک پنشن یافتہ چارپائی پر اسی کال کوٹھڑی میں بچھا دیا تھا اور پیاز کو چارپائی کے نیچے اکٹھا کر دیا گیا تھا۔اس رات کو مجھ پر آسمان کے اتنے ہی طبق روشن ہو گئے تھے جتنے ساری پیازوں میں چھلکے تھے اور یقیناً چودہ سے زیادہ تھے۔

برسات کی سڑی گرمی پڑ رہی ہو کسی گھریلو تقریب میں آپ دیکھیں گے کہ محلہ نہیں سارے قصبہ کی عورتیں خواہ وہ کسی سائز ، عمر ، مزاج یا مصرف کی ہوں رونق افروز ہیں اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ہر عورت کی گود میں دو ایک بچے اور زبان پر پانچ سات کلماتِ خیر ضرور ہوں گے ۔ کتنی زیادہ عورتیں اتنی کم جگہ میں آجاتی ہیں اس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا۔

چارپائی ہی کھانے کا کمرہ بھی ہوتی ہے ۔ باورچی خانہ سے کھانا چلا اور اس کے ساتھ پانچ سات چھوٹے بڑے بچے اتنی ہی مرغیاں ، دو ایک کتے بلی اور بے شمار مکھیاں آپہنچیں ۔ایک بچہ زیادہ کھانے پر مار کھاتا ہے دوسرا بد تمیزی سے کھانے پر تیسرا کم کھانے پر اور بقیہ اس پر کہ ان کو مکھیاں کھائے جاتی ہیں ۔

کوئی چیز خواہ کس قسم کی ہو کہیں گم ہوئی ہو ہندوستانی اس کی تلاش کی ابتداء چارپائی سے کرتا ہے اس میں ہاتھی ، سوئی ، بیوی ، بچے ، موزے ، مرغی چور کسی کی تخصیص نہیں ۔ رات میں کھٹکا ہوا س نے چارپائی کے نیچے نظر ڈالی خطرہ بڑھا تو چارپائی کے نیچے پناہ لی ۔ زندگی کی شاید ہی کوئی ایسی سرگرمی ہو جو چارپائی یا س کے آس پاس نہ انجام پائی ہو۔

مساعی
انصار اللہ بیلجیئم

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ
MAJLIS ANSARULLAH BELGIUM

مجلس انصاراللہ بیلجیئم کو بفضل تعالیٰ مورخہ 17مارچ 2024ء کو آن لائن مقابلہ حسن قرآت بذریعہ گوگل میٹ منعقد کرنے کی توفیق ملی الحمدللہ۔

نیشنل مقابلہ حسن قرآت رمضان کے بابرکت ماہ مورخہ 17مارچ 2024ء بروز اتوار 2بج کر 30 منٹ پر گوگل میٹ کے ذریعے منعقد کیا گیا۔ مقابلہ کی تیاری کے سلسلے میں چند دن قبل نیشنل عاملہ میٹنگ میں اکثریت عاملہ ممبران نے فیصلہ کیا کہ امسال مقابلہ تلاوت رمضان المبارک میں آن لائن منعقد کروایا جائے ۔ مقابلہ میں شمولیت کیلئے 11 انصار کے نام مجالس سے موصول ہوئے۔

منصفین مقابلہ تلاوت کے لئے 3 نام تجویز ہوئے جن میں خاکسار کے علاوہ مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب استاد جامعہ احمدیہ ربوہ اور حافظ عطاء اللہ صاحب شامل تھے۔

مقابلہ سالانہ تعلیمی نصاب مجلس انصاراللہ بیلجیئم میں سے تلاوت کے لئے دی گئ سورہ الحشر 20 تا 25 اور سورہ البقرہ 184 تا 186 سے کروایا گیا۔ مقابلہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اس کے بعد مکرم وسیم احمد شیخ صاحب صدر مجلس انصار اللہ بیلجیئم نے انصاراللہ کا عہد دہرایا اور بعد ازاں ایک مختصر خطاب تلاوت قرآن کے حوالے سے فرمایا۔ اس کے بعد خاکسار نے مقابلہ کے قواعد و ضوابط پڑھ کر سنائے۔ مقابلہ میں حصہ لینے والے 11 انصار نے بذریعہ گوگل میٹ مقابلہ میں حصہ لیا۔ مقابلہ میں پوزیشنز لینے والے انصار کے نام کچھ یوں ہیں۔

مکرم توفیق جموائی صاحب مجلس انصار اللہ بیت المجیب اول۔

دوم۔ مکرم محمد الغزراوی صاحب مجلس انصار اللہ بیت المجیب

سوم۔ مکرم رفیق احمد ہاشمی صاحب مجلس انصار اللہ آلکن

مقابلہ کے آخر پر مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب نے تلاوت قرآن کریم کے متعلق قیمتی اصول بیان فرمائے اور اس کے بعد صدر صاحب مجلس انصار اللہ بیلجیئم نے اختتامی کلمات کے بعد دعا کے ساتھ مقابلہ کا اختتام کروایا۔ اس مقابلہ کے دوران ٹوٹل حاضری 26 رہی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کو صحیح پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق دے اور حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں اس پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

(البقرة:149)

اور ہر ایک کے لئے ایک مطمحِ نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تمہیں اکٹھا کرکے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے قول و فعل سے ہمیں نیکیوں میں بڑھنے اور ترقی کرنے کی تعلیم دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”سابق بالخیرات بننا چاہئے ایک ہی مقام پر ٹھہر جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ دیکھو ٹھہرا ہوا پانی آخر گندا ہوجاتا ہے۔ کیچڑ کی صحبت کی وجہ سے بدبودار اور بدمزہ ہوجاتا ہے۔ چلتا پانی ہمیشہ عمدہ، ستھرا اور مزیدار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہو۔ مگر کیچڑ اس پر کچھ اثر نہیں کرسکتا۔ یہی حال انسان کا ہے کہ ایک ہی مقام پر ٹھہر نہیں جانا چاہئے۔ یہ حالت خطرناک ہے۔ ہر وقت قدم آگے ہی رکھنا چاہئے۔ نیکی میں ترقی کرنی چاہیے۔ ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا۔ اور اس طرح سے انسان بے نور ہوجاتا ہے۔ جس کا نتیجہ آخر کار بعض اوقات ارتداد (دین سے پھر جانا) ہوجاتا ہے۔ اس طرح سے انسان دل کا اندھا ہوجاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نصرت انہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔“ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۵۶)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ معزز قارئین قرآن مجید کی آیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی روشنی میں آپ سب سمجھ گئے ہونگے کہ رسالے میں اس نئے اور خوبصورت اضافے کا مقصد کیا ہے رسالے میں ان صفحات کا اضافہ ہم نے نیکیوں میں سبقت لے جانے والوں کے لیے کیا ہے جس میں ہم اپنے ان انصار بھائیوں کی تصاویر یا نام شائع کیا کریں گے جو کسی بھی لحاظ سے نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہوں گے سردست اس کالم کا آغاز ہم رمضان کے حوالے سے کر رہے ہیں نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ بیلجیئم کی میٹنگ میں اکثریت رائے سے یہ تجویز منظور ہوئی تھی کہ رمضان کے بابرکت مہینہ میں ہمارے جو انصار بھائی قرآن مجید کا ایک دور ترجمہ کے ساتھ مکمل کریں گے ہم ان کی تصاویر اور نام رسالے میں شائع کریں گے لیکن ماہ رمضان کے بعد ہمیں ملک بھر سے بہت کم نام موصول ہوئے اس کی وجہ سے تجویز میں صدر صاحب مجلس انصار اللہ بیلجیئم کی منظوری سے یہ اضافہ کیا گیا کہ ایسے انصار بھائیوں کو بھی شامل کیا جائے جنہوں نے ترجمہ کے بغیر بھی دور مکمل کیا ہے الحمدللہ آپ سب کے تعاون سے جو نام یا تصاویر ہمیں موصول ہوئیں ہم انہیں علیحدہ علیحدہ گروپ میں (یعنی ترجمہ کے ساتھ یا بغیر) پیش کر رہے ہیں

اس تجویز پر عمل پیرا ہونے کے لئے خاکسار کو اور قائد تعلیم القرآن کو مختلف آراء کا سامنا رہا جن کا مختصر ذکر ضروری ہے ہمارے بہت سے انصار بھائیوں کا یہ خیال تھا کہ اس طرح نام اور تصاویر پیش کرنا خدانخواستہ نمودونمائش ہے اس لیے خاکسار اس کالم کے ذریعے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہے کہ اس تجویز میں ہمارا مقصد کسی بھی لحاظ سے نمودونمائش نہیں بلکہ صرف نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا اور بطور نمونہ ہے امید ہے آپ خدا کے فضل سے سمجھ گئے ہونگے دعاؤں میں یاد رکھیں اور اگلے سال کے لئے ابھی سے تیاری رکھیں انشاءاللہ ہمارا یہ کالم تادیر زندہ و آباد رہے گا۔

باترجمہ قرآن پاک پڑھنے کی توفیق پانے والے چند انصاراللہ

زاہد محمود صاحب

قاسم شریف صاحب

نورالدین احمد صاحب

ابوالبشر صاحب

ملک سرفراز صاحب

عبدالمجید صاحب
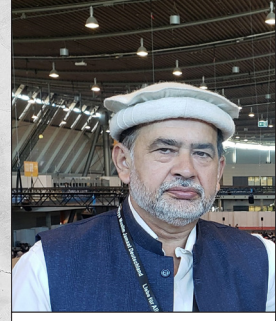
منور بھٹی صاحب

رفیق احمد ہاشمی صاحب

کاشف ریحان صاحب

ناظرہ قرآن کریم پڑھنے کی سعادت حاصل کرنے والے چند انصار اللہ
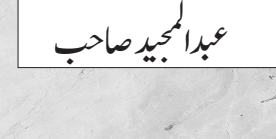
ملک محمد ابراہیم صاحب

رانا عمران علی صاحب

بشارت ثاقب صاحب

نعمان بشارت صاحب

مقبول گوندل صاحب

ذوالفقار احمد ملہی

اویس بن سعد

سعید احمد صاحب

عارف عبدالسلام صاحب

چوہدری طاہر گل صاحب

پرویز اقبال صاحب

چوہدری تنویر مہر صاحب

حافظ جہانزیب قریشی صاحب

تنویر خان صاحب
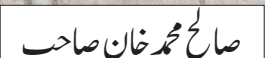
منیر احمد بھٹی صاحب

چوہدری منصور احمد صاحب

صالح محمد خان صاحب

سرائے ناصر
(وقارِ عمل مجلس انصاراللہ)
455